۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح عمری

امام صاحب کی مسانید پر گفتگو کرنے سے قبل آپ کی حیات اور علمی مقام کا مختصر جائزہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ولادتِ باسعادت

جمہور ائمہ کے ہاں یہ قول مقبول، معروف اور مختار ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی اور وصال ۱۵ شعبان کی رات یعنی شب برأت ۱۵۰ ہجری میں ہوا۔ لہٰذا اِس قول کے مطابق آپ کی عمر ستر (۷۰) برس ہوئی۔ ۸۰ھ میں آپ کی ولادت کے بارے میں ائمہ کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیلؒ بن حماد (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

ولد جدّي في سنة ثمانين.(۱)

''میرے دادا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

۲۔ امام ابونعیم فضلؒ بن دُکَین (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنيفة سنة ثمانين وهو النعمان بن ثابت.(۲)

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۶
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۵

(۲) ابن زبر ربعی، تاریخ مولد العلماء و وفیاتھم، ۱: ۱۹۹

’’امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔‘‘

۳۔ امام ابراہیم بن علی شیرازیؒ (متوفی ۴۷۶ھ)، امامِ اعظم کی ولادت و وصال کے بارے میں فرماتے ہیں:

أبوحنيفة النعمان بن ثابت بن زوطا بن ماه مولٰی لتيم الله بني ثعلبة، ولد سنة ثمانين ومات ببغداد في رجب أو شعبان سنة خمسين ومائة، وهو ابن سبعين سنة.(۱)

’’امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ، تیم اللہ بنو ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام، ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں وصال فرمایا۔‘‘

۴۔ امام ابنِ جوزیؒ (متوفی ۵۷۹ھ) لکھتے ہیں:

ولد سنة ثمانين.(۲)

’’امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔‘‘

۵۔ عظیم نقّاد محدّث امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

ولد سنة ثمانين في حياة صغار الصحابة.(۳)

’’آپ صِغار(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔‘‘

---

(۱) ابو اسحاق شیرازی، طبقات الفقهاء، ۱: ۸۶

(۲) ابن جوزی، المنتظم فی تاريخ الملوك والأمم، ۸: ۱۲۹

(۳) ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۱

(۴) یعنی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں پیدا ہوئے جو وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کم سِن تھے۔

۶۔ امام ابنِ حجر ہیتمی مکیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

الأكثرون على أنه ولد سنة ثمانين بالكوفة في خلافة عبدالملك بن مروان. (۱)

''اکثر ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہ کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

(۲) نام اور کنیت

آپ کا اسمِ گرامی: نعمان، کنیت: ابوحنیفہ اور لقب امامِ اعظم ہے۔ آپ کے نام نعمان کے لغوی معانی کو دیکھیں تو آپ اسم بامسمیٰ نظر آتے ہیں۔ امام ابنِ حجر ہیتمی المکیؒ نے امامِ اعظم کے نام کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے آپ کے اوصاف یوں بیان کیے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اتّفقوا على أنه النعمان، وفيه سرّ لطيف:

۱۔ إذ أصل النعمان الدّم الذى به قوام البدن.

۲۔ ومن ثمّة ذهب بعضهم إلى أنه الرّوح، فأبوحنيفة رحمه الله به قوام الفقه ومنه منشأ مداركه وعويصاته.

۳۔ أو نبت أحمر طيب الروح الشقيق أو الأرجوان بضم الهمزة. فأبو حنيفة رحمه الله تعالى طابت خلاله، وبلغ الغاية كماله.

۴۔ أو فعلان من النعمة، فأبو حنيفة نعمة الله على خلقه. (۲)

(۱) ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان فى مناقب الإمام الأعظم أبى حنيفة النعمان: ۳۱

(۲) ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ۳۱

''ائمہ اس پر متفق ہیں کہ آپ کا نام نعمان ہے اور اس میں لطیف راز ہے:

۱۔ نعمان کی اصل ایسا خون ہے جس سے بدن (کا ڈھانچہ) قائم ہوتا ہے،

۲۔ بعض نے کہا: نعمان کا معنی روح ہے۔ پس امام ابو حنیفہؒ کی وجہ سے فقہِ اسلامی کا ڈھانچہ قائم ہے اور آپ ہی فقہ (یعنی تمام اسلامی احکام) کے دلائل اور مشکلات (کے حل) کی بنیاد ہیں۔

۳۔ یا (نعمان کا معنی) سرخ خوشبودار گھاس ہے یا اُرغوان کے رنگ کو نعمان کہتے ہیں۔ (اس معنی کی رو سے) امام ابو حنیفہؒ کی عادات مبارکہ اچھی ہوئیں اور آپ کمال انتہاء کو پہنچے۔

۴۔ یا نعمان کا لفظ نعمت سے فُعلان کے وزن پر ہے، پس امام ابو حنیفہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمٰی ثابت ہوئے۔''

کُنیت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

امامِ اعظم کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ لفظ حَنِیْفَة، حنیف سے مونث ہے۔ آپ کی یہ کنیت کسی صاحبزادی کی وجہ سے نہ تھی کیونکہ حماد کے سوا آپ کی اور کوئی بھی مذکر یا مؤنث اولاد تھی ہی نہیں۔[1] درحقیقت آپ کی یہ کنیت وصفی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں لفظِ حنیف استعمال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ○[2]

''فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، سوتم ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کرو جو ہر باطل سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے، اور وہ

(۱) ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ۳۱

(۲) آل عمران، ۳: ۹۵

مشرکوں میں سے نہیں تھے o‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا.(۱)

’’اور دینی اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہوسکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا دیا اور وہ صاحبِ احسان بھی ہوا، اور وہ دینِ ابراہیم (علیہ السلام) کی پیروی کرتا رہا جو (اللہ تعالیٰ کے لیے) یکسُو (اور) راست رَو تھے۔‘‘

امامِ اعظم نے بذاتِ خود اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار فرمائی جس کا مطلب ہے صاحبِ ملتِ حنیفہ یعنی ’’مللِ باطلہ سے اعراض کرکے ملتِ حق کو اختیار کرنے والا۔‘‘ آپ کی ذات ملتِ حنیفہ اور دینِ اسلام کے لیے وقف تھی۔ ملتِ حنیفہ کی اسی نسبت کے باعث آپ کی کنیت عوام وخواص میں ’’**ابوحنیفہ**‘‘ مشہور ہوگئی۔

(۳) امامِ اعظمؓ کے حق میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ فارس کے ایک خوش نصیب شخص کے بارے میں خوشخبری دی ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهٗ.(۲)

(۱) النساء، ۴: ۱۲۵

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ۴: ۱۹۷۲، رقم: ۲۵۴۶

’’اگر دین اوجِ ثریا پر بھی ہوا تو اہلِ فارس (یا فرمایا: ابناءِ فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔‘‘

محدّثین نے اِس حدیث میں بشارتِ نبوی ﷺ کا اطلاق امامِ اعظم پر کیا ہے:

١۔ حجۃ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعیؒ (متوفی ٩١١ھ) نے ’’تبييض الصحيفة‘‘ میں تبشير النبی ﷺ به (امامِ اعظم کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت) کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں انہوں نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی فضیلت پر وارد ہونے والی احادیث تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

أقول: وقد بشّر بالإمام أبي حنيفة في الحديث الذى أخرجه أبو نعيم في الحلية.

’’میں کہتا ہوں: اس حدیث میں امام ابو حنیفہ کی بشارت دی گئی ہے جسے امام ابونعیم نے ’’حلیة الأولیاء‘‘ میں روایت کیا ہے۔‘‘

یہ جملہ نقل کرنے کے بعد امام سیوطیؒ نے اس حدیثِ مبارکہ کو تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، پانچ مختلف کتب سے، چھ عباراتِ مختلفہ سے تخریج کیا ہے جو اس حدیث کی ثقاہت پر پختہ دلیل ہے۔ آخر میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنا تبصرہ ان الفاظ میں فرمایا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة نظير المحدثين الذين في الإمامين ويستغنى به عن الخبر الموضوع.[1]

’’امامِ اعظم کے حق میں بشارت اور فضیلت پر یہ حدیث اصل اور صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے جس طرح کہ پہلی رِوایات میں امام مالک اور شافعی کی بشارت تھی، امامِ اعظم کے حق میں یہ صحیح حدیث، موضوع روایات سے بے نیاز

(١) سیوطی، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ٣١۔ ٣٣

کر دیتی ہے۔‘‘

۲۔ امام ابنِ حجر ہیتمی المکی الشافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی الخیرات الحسان میں باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے: **فیما ورد من تبشیر النبی ﷺ بالإمام أبی حنیفة رحمه الله** (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں وارد ہونے والی حضور نبی اکرم ﷺ کی خوش خبری)۔ امام ہیتمی نے اس باب کے ابتدائیہ میں امام جلال الدین سیوطیؒ کی درج بالا تحقیق درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام سیوطی کے بعض تلامذہ نے کہا ہے اور اسی کی ہمارے شیخ نے توثیق کی ہے:

أن الإمام أبا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شكّ فيه لأنه لم يبلغ أحد أي في زمنه من أبناء فارس في العلم مبلغه ولا مبلغ أصحابه، وفيه معجزة ظاهرة للنّبيّ ﷺ حيث أخبر بما سيقع، وليس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وهم الفُرس وسيأتي أنَّ جَدَّ الإمام أبي حنيفة منهم على ما عليه الأكثرون.(۱)

’’یقیناً اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اِس حدیث سے امام ابوحنیفہ مراد ہیں کیونکہ آپ کے زمانے میں اہلِ فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے مبلغِ علم اور آپ کے شاگردوں کے درجۂ علم تک نہیں پہنچا، اور اسی حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہے کہ جیسا آپ ﷺ نے خبر دی ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی مشہور شہر نہیں ہے بلکہ یہ عجم کے لحاظ سے جنس ہے اور وہ فارسی کہلاتے ہیں، آگے عنقریب بیان آئے گا کہ امام ابوحنیفہ کے دادا فارسی النسل تھے اسی پر اکثر ائمہ کا اتفاق ہے۔‘‘

(۱) ابن حجر هيتمی، الخيرات الحسان: ۲۴

امام جلال الدین سیوطیؒ اور امام ابنِ حجر ہیتمیؒ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ اہلِ فارس میں سے جس خوش نصیب فردِ واحد کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی تھی ''وہ امامِ اعظم ابوحنیفہؓ ہی ہیں۔''(۱)

(۴) امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخِ حدیث

امامِ اعظم نے چار ہزار اساتذہ سے علم الحدیث حاصل کیا۔ اساتذۂ امامِ اعظم کی یہ تعداد امام موفقؒ بن احمد المکی نے 'مناقب الإمام أبي حنيفة' میں، امام خوارزمیؒ نے 'جامع المسانيد' میں، امام کردریؒ نے 'مناقب الإمام أبي حنيفة' میں اور ان کے علاوہ بہت سے دیگر ائمہ و مؤرخین جن میں ابنِ حجر المکیؒ اور امام محمدؒ بن یوسف الصالحی الشامی بھی شامل ہیں، سب نے بیان کی ہے۔

۱۔ امام ابوعبد اللہ بن ابی حفص الکبیرؒ نے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے تلامذہ کا آپس میں ایک مناقشہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

فجعل أصحاب الشّافعي يفضّلون الشّافعي على أبي حنيفة، فقال أبو عبد الله بن أبي حفص: عدّوا مشائخ الشافعي كم هم؟ فيعدوا فبلغوا ثمانين. ثم عدّوا مشائخ أبي حنيفة من العلماء والتابعين فبلغوا أربعة آلاف. فقال أبو عبد الله: هذا من أدنى فضائل

(۱) راقم نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بشارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل اِس حدیث مبارک کی امام صاحب کی عمر کی مناسبت سے ۷۰ اسانید کی تخریج، چالیس اَجل محدّثین کے حوالوں کے ساتھ الگ کتاب 'تكميل الصحيفة بأسانيد الحديث فى الإمام أبى حنيفة' میں کر دی ہے۔ راقم کی کتاب 'امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اوّل)' کا باب چہارم بھی اسی پر مشتمل ہے۔ تفصیلاً وہاں پڑھا جا سکتا ہے۔

أبي حنيفة.[۱]

’’(ایک وقت میں) امام شافعی کے شاگرد امام شافعی کو امام ابو حنیفہ پر فضیلت دینا شروع ہوگئے، ابو عبد اللہ بن ابی حفص (حنفی) نے شوافع سے کہا: تم امام شافعی کے اساتذہ گن کر بتاؤ وہ کتنے ہیں؟ وہ گننے لگے تو اساتذۂ امام شافعی کی کل تعداد اسی (۸۰) تھی۔ پھر احناف نے امام ابو حنیفہؒ کے علماء اور تابعین اساتذہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ اس پر ابو عبد اللہ نے کہا: یہ امام ابو حنیفہ کی (امام شافعی سمیت بقیہ ائمہ پر) ادنٰی سی فضیلت ہے۔‘‘

۲۔ امام سیف الائمہ سائلیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور و معروف ہے:

أن أبا حنيفة تلمّذ عند أربعة آلاف من شيوخ أئمة التابعين.[۲]

’’بے شک امام ابو حنیفہ نے چار ہزار (۴،۰۰۰) شیوخ ائمہ تابعین کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔‘‘

۳۔ امام محمدؒ بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام ابو حفص الکبیر کے حوالہ سے امامِ اعظم کے شیوخ کی تعداد کو چار ہزار بیان کیا ہے۔[۳]

۴۔ امام ابنِ حجر المکی الشافعیؒ (۹۷۳ھ) نے امامِ اعظم کے شیوخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم، وقد ذكر منهم الإمام أبو حفص الكبير أربعة آلاف شيخ، وقال غيره: له أربعة آلاف

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۳۸
۲۔ ابن بزاز كردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۶۸

(۲) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۳۲

(۳) صالحی، عقود الجمان: ۶۳

شیخ من التابعین فما بالک بغیرھم.(۱)

”امام ابوحنیفہ کے کثیر اساتذہ ہیں جن کا ذکر اس مختصر کتاب میں نہیں سما سکتا۔ امام ابوحفص الکبیر نے اُن میں سے آپ کے چار ہزار شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے: صرف آپ کے تابعین شیوخ کی تعداد چار ہزار ہے، ان کے علاوہ کا اندازہ آپ خود کر لیں۔“

ائمہِ کرام کے اقوال پر مبنی درجِ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امامِ اعظم کے کم از کم چار ہزار شیوخ تھے اور محدّثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ آپ کے یہ چار ہزار شیوخ ''تابعین'' تھے۔ اگر امام صاحب ہر تابعی سے بھی ایک ایک حدیث لیں تو آپ کی چار ہزار (۴,۰۰۰) احادیث تو یہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جب کہ آپ کے اساتذہ تو اس کے علاوہ بھی بہ کثرت ہیں۔ اسی طرح تابعین کے علاوہ آپ کے جن شیوخ کے ناموں کا احاطہ نہیں ہوسکا اُن کو بھی ملا لیا جائے تو فقط اساتذہ کی تعداد کے اعتبار سے ہی ''آپ تک ہزارہا احادیث'' پہنچتی ہیں۔ حالانکہ اِن تابعین میں سے کثیر حضرات ہزارہا احادیث کا ذخیرہ رکھتے تھے اور امام صاحب کی اپنے شیوخ کے ساتھ نسبتِ تلمذ سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ شیوخ خود علم کے کس مقام پر فائز ہوں گے اور امام صاحب نے اُن سے کس حد تک احادیث حاصل کی ہوں گی؟

امام صاحب کے چند اکابر شیوخِ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

عطاء بن ابی رِباح، ابو اسحاق سبیعی، محارب بن دثار، عبد الرحمان بن ہرمز اعرج، عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، نافع مولیٰ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، عامر بن شراحیل شعبی، عطیہ عوفی، عدی بن ثابت، عمرو بن دینار، سلمہ بن کُہیل، قتادہ بن دِعامہ، منصور بن معتمر، امام محمد بن

(۱) ابن حجر مکی، الخیرات الحسان: ۳۶

علی باقر، امام جعفر الصادق، سماک بن حرب رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہؒ۔(۱)

امام صاحب کی ذہانت اور علمی حرص وطلب سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ جن کبار محدّث تابعین کے پاس آپ نے سالہا سال تک قیام کیا اور اُن سے علمِ حدیث اخذ کیا وہ ایک ایک، دو دو یا چند احادیث پر مشتمل ہوگا۔ یہ دراصل آپ کے علمی کمال پر بہتانِ عظیم ہے۔(۲)

(۵) امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذۂ حدیث

تفقہ فی الدین اور فقہ القرآن و الحدیث کی بدولت امام صاحب کے گرد بیک وقت ہزارہا شاگردوں کا جمگھٹا ہوتا تھا جو آپ کے فیضانِ علمی سے مستنیر ہوتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی صحیح تعداد کو جاننا بیحد مشکل ہے کیونکہ آپ کے تلامذہ ساری دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے تھے۔

۱۔ محدّث کبیر، امام الجرح و التعدیل محمد بن احمد بن عثمان الذھبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) امامِ اعظمؒ کے محدّثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه من المحدّثين والفقهاء عدة لا يحصون.(۳)

''امام ابوحنیفہ سے اتنے محدّثین اور فقہاء نے روایت کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔''

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

۲۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۱۱

(۲) آپ کے مشائخ پر مزید تحقیق کے لئے ہماری کتاب 'امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اوّل)' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳) ۱۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنيفة و صاحبيه: ۱۱۔ ۱۲

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۸

۲۔ امام احمد بن حجر الہیتمی المکی الشافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اسی حقیقت کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے:

﴿الفصل الثامن﴾ في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقه: قيل استيعابهم متعذر لا يمكن ضبطه.......

وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمته نحو الثمانمائة مع ضبط أسمائهم ونسبهم.(۱)

”﴿آٹھویں فصل﴾ امام ابوحنیفہؒ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان: علماء نے کہا ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کا احاطہ مشکل ہے ان کا ضبطِ تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔......

بعض متاخر محدّثین امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں ان کے ۸۰۰ کے قریب شاگردوں کے اَسماء اور نسب کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں۔“

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم وجلیل محدّث، فقیہ اور مجتہد سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ ان کے ہزارہا تلامذہ اور اصحاب نہ ہوں؟ ان کے تو ایک ایک حلقۂ درس میں طالبانِ علم کا انبوہِ کثیر ہوتا تھا۔

بعض محدّثین اور مؤرخین نے تحقیق کرکے اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اخذِ حدیث، روایتِ حدیث اور فہمِ حدیث حاصل کرنے والے شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔

۳۔ حافظ عبد القادر بن ابی الوفاء قرشیؒ اپنی کتاب ”الجواهر المضيئة“ کے خطبہ میں امامِ اعظم کے کل تلامذہ کی تعداد لکھتے ہیں:

(۱) ابن حجر هيتمی المکی، الخيرات الحسان: ۳۷

روى عن أبي حنيفة و نقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر.(۱)

''تقریباً چار ہزار افراد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا اور فقہ حنفی کو نقل کیا۔''

۴۔ امام قرشیؒ مذکور بالا کتاب کے ''الباب الثالث'' میں پھر امام اعظم کے محدّثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه الجم الغفير وقد تقدّم فى أوّل خطبة كتابي الجواهر هذا، أنه روى عنه نحو أربعة آلاف نفس.(۲)

''امام ابوحنیفہ سے جمِ غفیر نے روایت کیا اور میری اسی کتاب ''الجواھر'' کے خطبہ میں گزر چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے تقریباً چار ہزار نفوس نے روایت کیا۔''

امام صاحب کے بعض ہونہار محدّثین تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

سفیان بن سعید ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون، جریر بن حازم، مسلم بن خالد، ابو معاویہ، ابو عبد الرحمن مقری، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد عنقزی، عبد الرزاق بن ہمام اور دیگر ائمہِ حدیثؒ۔(۳)

امام صاحب کے شیوخِ حدیث اور تلامذۂ حدیث کی کثرت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ہزارہا احادیث کے حافظ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

(۱) ابن ابی الوفاء قرشی، الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية: ۴
(۲) ابن ابی الوفاء قرشی، الجواهر المضيئة: ۲۱
(۳) ۱۔ ابن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، ۲: ۲۸۹
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

(٦) امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کثیر الحدیث ہونے پر ائمہ کے اقوال

ا۔ امام ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں: ہم کسی بھی علمی موضوع پر امام ابو حنیفہ کے ساتھ گفتگو کرتے تو آپ کسی قول پر حتمی رائے دے دیتے۔ آپ کے شاگرد اس پر اتفاق کر لیتے یا آپ خود ہی فرماتے: ہم نے اس پر اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد میں کوفہ کے مشائخِ حدیث کے پاس جاتا تاکہ آپ کے قول کی تائید میں کوئی حدیث یا اثر حاصل کروں۔ بعض اوقات میں دو یا تین احادیث لے کر آپ کے پاس آتا تو آپ اس میں سے کسی کو قبول کرتے اور کسی کو رَد کرتے ہوئے فرماتے: یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے۔ تحقیق کے بعد وہ آپ کے قول کے موافق ہی ہوتی۔ میں حیران ہو کر آپ سے پوچھتا: آپ کو یہ علم کہاں سے ملا؟ آپ فرماتے:

أنا عالم بعلم أهل الكوفة. (١)

''میں اہلِ کوفہ کے جمیع علمِ حدیث کا عالم ہوں۔''

٢۔ حافظ حسنؒ بن صالح (متوفی ١٦٩ھ) بیان کرتے ہیں:

كان أبو حنيفة عارفاً بحديث أهل الكوفة و فقه أهل الكوفة، و كان حافظاً لفعل رسول الله ﷺ الأخير الذى قبض عليه مما وصل إلى أهل بلده. (٢)

---

(١) ١۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ٢: ١٥٢
٢۔ ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ٩١ (مختصر قول ہے۔)

(٢) ١۔ صيمرى، أخبار أبى حنيفة وأصحابه: ١١
٢۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ١: ٩٠
٣۔ ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ٤٢

''امام ابوحنیفہ تمام اہلِ کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے عالم تھے اور اپنے شہر کے رہنے والے محدّثین تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام احادیث کے حافظ تھے۔''

۳۔ خود امامِ اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے پاس ذخیرۂ حدیث کی موجودگی کو بیان کیا ہے۔ حافظ ابو یحییٰ زکریاؒ بن یحییٰ نیشاپوری اپنی کتاب 'مناقبِ ابی حنیفہ' میں اپنی اِسناد کے ساتھ امام یحییٰ بن نصر بن حاجب سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا:

عندي صناديق من الحديث ما أخرجت منها إلّا اليسير الذي ينتفع به.(۱)

''میرے پاس احادیث سے بھرے صندوق (ذخیرے) ہیں، میں نے ان میں سے حسبِ ضرورت استفادے کے لیے تھوڑی احادیث نکالی ہیں۔''(۲)

حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب ہزارہا احادیث کے حافظ تھے جنہیں آپ نے اپنے شاگردوں کو اِملاء کروایا۔ آپ کے شاگردوں نے آپ سے مروی احادیث کو بصورتِ مسانید جمع کیا۔ بعد میں آنے والے اکابر محدّثین اپنے طریق سے ان ہی مسانید کو تخریج کرتے رہے۔ ''مُسنَد'' کی جمع مسانید ہے۔ مسانیدِ امامِ اعظمؒ پر تبصرہ کرنے سے قبل ہم کتبِ حدیث کی تقسیم درج کر رہے ہیں تاکہ ہر قاری پر 'مسند' کا معنی و مفہوم واضح ہو سکے۔

۲۔ کتبِ حدیث کی تقسیم

محدّثینِ کرام نے احادیثِ مبارکہ پر تصنیف کی جانے والی کتب کو کئی انواع اور

(۱) موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۹۵-۹۶

(۲) اس موضوع پر مزید تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ راقم کی کتاب 'امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ: امام الائمۃ فی الحدیث (جلد دوم)' میں آ رہی ہے۔

اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ کتبِ حدیث کی بعض اَقسام درج ذیل ہیں:

(۱) صحیح

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے خصوصاً احادیثِ صحیحہ کا التزام کیا ہو۔ جیسے صحیح البخاری، صحیح مسلم اور صحیح ابنِ حبان۔

(۲) جامع

جس حدیث کی کتاب میں محدّث درج ذیل آٹھ عنوانات کے تحت احادیث جمع کرے، وہ یہ ہیں: ۱۔ سِیَر، ۲۔ آداب، ۳۔ تفسیر، ۴۔ عقائد، ۵۔ فتن، ۶۔ احکام، ۷۔ مناقب، ۸۔ یومِ قیامت و آخرت کے متعلق۔

صحیح البخاری اور سنن الترمذی میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) سُنَن

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے فقہی اَبواب اور اَحکام پر مشتمل احادیث کو جمع کیا ہو مثلاً سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابنِ ماجہ۔

(۴) مُسنَد

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے صحابی، تابعی یا شیخ کے شیوخ سے مروی احادیث کو بغیر موضوع و عنوان کے الگ الگ جمع کیا ہو جیسے مسند احمد بن حنبل، مسند بزار، مسند طیالسی، مسند ابن الجعد اور مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ وغیرہا۔

(۵) مُعجَم

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے احادیث کو اپنے شُیوخ کے ناموں کی

ترتیب سے جمع کیا ہو۔ اکثر و بیش تر یہ ترتیب حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً امام طبرانی کی معاجمِ ثلاثۃ: ''**المعجم الکبیر**''، ''**المعجم الأوسط**''، ''**المعجم الصغیر**'' اور امام ابو یعلی کی ''**المعجم**''۔

(٦) مُستَخرَج

جس حدیث کی کتاب میں محدّث کسی بھی دوسرے محدّث کی تالیف کردہ کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لئے اپنی اسانید کے ساتھ ان احادیث کی تخریج کرے۔ بسا اوقات اس محدّث کی سندِ تخریج کردہ کتاب کے محدّث کے شیخ یا شیخ الشیخ سے اوپر جا ملتی ہے۔ جیسے حافظ ابونعیم اصبہانی کی ''**المستخرج علی الصحیحین**''۔

(٧) مُستَدرَك

جس حدیث کی کتاب میں محدّث مختلف ابواب کے تحت اُن احادیث کو جمع کرے جو کسی دوسری کتاب کے مصنف کی شرط پر اس سے رہ گئی ہوتی ہیں مثلاً امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کی ''**المستدرک علی الصحیحین**''۔ اس کتاب میں امام حاکم نے امام بخاری و امام مسلم کی شرائطِ اصولِ حدیث پر پوری اترنے والی اُن احادیث کو جمع کیا ہے جو اُن سے چھوٹ گئی تھیں۔

(٨) رِسالہ

جس حدیث کی کتاب میں مذکورہ بالا 'جامع' کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت محدّث احادیث جمع کرے۔ جیسے امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور امام ابن ابی عاصم کی زہد و ورع پر ''**کتاب الزهد**''، امام احمد بن حنبل اور امام نسائی کی مناقب پر ''**فضائل الصحابة**''، جبکہ فتن پر امام ابو عمرو عثمان بن سعید المقری کی ''**السنن الواردة في الفتن**'' اور نعیم بن حماد المروزی کی ''**الفتن**'' مشہور و معروف کتب ہیں۔

(۹) اَجزاء

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے کسی ایک موضوع سے متعلق تمام اَحادیث جمع کی ہوں۔ مثلاً امام ابو عبدالرحمٰن محمد بن فضیل الضبی کی ’’کتاب الدعاء‘‘، امام ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی کی ’’رؤية الله‘‘، امام ابو بکر محمد بن ابراہیم المقری کی ’’الرخصة فی تقبيل اليد‘‘۔ موجودہ دور میں ہماری کتبِ حدیث - شفاعت پر ’’أحسن الصناعة في إثبات الشفاعة‘‘، فضائل و آدابِ قرآن پر ’’العرفان فی فضائل وآداب القرآن‘‘ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی پر ’’راحة القلوب في مدح النبي المحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘ وغیرہا بھی - اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱۰) اَربعین

متقدم اور متأخر محدّثین کے نزدیک حدیث میں ’’اَربعین‘‘ کی اصطلاح کا اطلاق اس کتاب پر کیا جاتا ہے جس میں محدّث کسی ایک موضوع یا متفرق موضوعات پر چالیس احادیث جمع کرے۔ ان کتبِ حدیث میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی ’’الأربعون الصغرى‘‘، امام ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ کی ’’أربعون حديثاً لأربعين شيخاً من أربعين بلدة، امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی کی ’’أربعين‘‘ اور امام ابنِ حجر عسقلانی کی ’’الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع‘‘ شامل ہیں۔

ہم نے موجودہ دور میں تحقیق کے جدید ذرائع میسّر آنے کے سبب اربعینات کے کام میں غیر معمولی ردّ و بدل کیا ہے۔ اربعین پر مشتمل حدیث کی کتاب میں صرف چالیس احادیث لانے کی بجائے، کتاب کو چالیس فصلوں میں تقسیم کر کے سو سے لیکر تقریباً ۳۰۰ احادیث کو ایک ہی کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ہم نے اربعین پر مشتمل کتبِ احادیث میں سے ذکرِ الٰہی کی فضیلت پر ’’الكنز الثمين في فضيلة الذكر والذاكرين‘‘ میں چالیس فصلوں کے تحت ۲۳۴ احادیث، درود وسلام کی فضیلت پر ’’البدر التمام في

الصلاة علی صاحب الدنو والمقام'' میں ۲۶۳ احادیث، سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے مناقب پر ''الدرة البیضاء في مناقب فاطمة الزهراء'' میں ۱۰۲ احادیث اور حسنین کریمین علیہما السلام کے مناقب پر ''مرج البحرین فی مناقب الحسنین'' میں ۱۳۵ احادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں۔

(۱۱) اَمالی

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے شیخ کی اِملاء کرائی ہوئی اَحادیث درج کی ہوں۔ ان میں امام ابوعبد اللہ حسین بن اسماعیل محاملی کی ''أمالي''، صاحب الحلیۃ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی کی ''أمالي'' اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی ''الأمالي المطلقة'' قابلِ ذکر ہیں۔

(۱۲) مُصَنَّف

جس حدیث کی کتاب کو محدّث نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہو اور اس میں بکثرت آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین و تبع تابعین ہوں۔ مثلاً امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی کی ''المصنف'' اور امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابنِ ابی شیبہ کی ''المصنف''۔

مذکورہ بالا کتبِ حدیث کے تعارف سے ''مُسْنَد'' کی تعریف سے پتہ چلا کہ اس میں صحابہ کرام، تابعین اور اپنے شیوخ سے مروی رِوایات کو الگ الگ جمع کیا جاتا ہے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویّات کو ''الجامع'' اور ''السنن'' کے اسلوب پر جمع نہ کرنے کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ اُس دور میں اور بعد ازاں اسی طرز پر کثرت سے کام ہوا۔ لیکن متاخر ائمہِ حدیث اور عصرِ حاضر کے علماء نے معاصر تقاضوں کے مطابق کتبِ احادیث کو ''السنن'' اور ''الجامع'' کے پیرایہ پر ابواب بندی اور موضوعات کے اعتبار سے تالیف کیا۔ ان مشہور و معروف کتب میں ''مشکاة المصابیح''، ''ریاض الصالحین''، ''المتجر الرابح'' اور ''الترغیب والترهیب'' شامل ہیں۔ اسی طرز پر

دورِ حاضر میں ہماری تالیف ''المنهاج السوي من الحديث النبوي ﷺ'' اور ''جامع السنة فيما يحتاج إليه آخر الأمة'' کا مجموعۂ حدیث قابلِ ذکر ہے۔

اس کے برعکس قرونِ اولیٰ کے محدّثین کو دیکھا جائے تو اُن ادوار میں ''مسند'' کی طرز پر لکھی گئیں تصانیف بکثرت ملتی ہیں۔ ان کتب میں امام عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) کی ''المسند''، امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی (متوفی ۲۱۹ھ) کی ''المسند''، امام اسحاق بن راھویہ (متوفی ۲۳۸ھ) کی ''المسند''، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کی ''المسند''، حافظ ابوعلی حسن بن محمد الصباح (متوفی ۲۶۰ھ) کی ''مسند بلال بن رباح رضی اللہ عنہ'' اور امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار (متوفی ۲۹۲ھ) کی ''المسند'' وغیرہا شامل ہیں۔

پس یہی وہ بنیادی سبب ہے جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے محدّثین نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کو ''مسانید'' کے سانچوں میں ڈھالا اور اسی طرز پر تالیف کیا۔

۳۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی مسانید پر ائمہ کی تحقیقات

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو معروف ائمہِ حدیث و فقہ کی نسبت حضور نبی اکرم ﷺ سے زیادہ قریبی زمانہ میسّر تھا۔ ثانیاً آپ نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن و حدیث میں بلند پایہ اجتہادی فہم و بصیرت کے باعث ''فقہ حنفی'' کی بنیاد رکھی تھی۔ ان خصوصیات کی بدولت آپ فقہ و حدیث کے طالبان کے لئے ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے مستقل تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچی۔ اتنے اعظم اور اجل محدّث و فقیہ کے اَن گِنت شاگرد ہوں تو یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے علمی فیوضات کو مدوّن نہ کیا جاتا۔ لہٰذا امام صاحب کے علم الحدیث میں اعلیٰ اور ارفع رتبے کی وجہ سے آپ سے براہِ راست یا بالواسطہ علمی فیض پانے والے محدّثین نے آپ کی مسانید کو مختلف اَوقات میں جمع کیا۔ تحقیقی نقطۂ نگاہ سے اگر بغور جائزہ لیا جائے تو چوتھی صدی ہجری کو ''امامِ اعظم کی صدی'' کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس صدی میں آپ کی بارہ سے زائد مسانیدِ حدیث تدوین و

تالیف کے زیور سے آراستہ ہوئیں۔ آئندہ صفحات میں ہم ان تمام مسانیدِ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ثقاہت پر تفصیلی گفتگو کریں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

ائمہ کرام نے امامِ اعظم سے مروی مسانید کی تعداد کو اپنی تحقیق کے مطابق بیان کیا ہے۔ اس پر ان کے اقوال حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حافظ ابنِ نقطہ حنبلیؒ کی تحقیق

امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادیؒ المعروف ابنِ نقطہ (متوفی ۶۲۹ھ) اپنی کتاب ''التقیید'' میں لکھتے ہیں:

وأما المسانيد فمسند أحمد بن حنبل، ومسند الشافعي ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ ....(۱)

''مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی اور مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے، شامل ہیں......۔''

حافظ ابنِ نقطہؒ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کی مسانید کو کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے۔

(۲) امام ابو المؤید محمد خوارزمیؒ کی تحقیق

امام ابو المؤید محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنی کتاب ''جامع المسانید'' میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۵ مسانید کو جمع کیا ہے۔ وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

(۱) ابنِ نقطہ، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، بيان معرفة أكثر السنن والمسانيد التي يشمل هذا الكتاب على معرفة رواتها: ۲۶

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيده التي جمعها له فحول علماء الحديث.(۱)

’’میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابو حنیفہ کی اُن پندرہ مسانید کو جمع کروں جنہیں نامور محدّثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا۔‘‘

(۳) حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی تحقیق

شیخ الاسلام و المسلمین محدّثِ اکبر امام ابنِ حجر عسقلانیؒ نے بھی اپنی کتاب ’المعجم المفهرس‘ میں اپنی متعدد اِسناد سے امامِ اعظم ابو حنیفہؓ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اَجزاء کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ امیر المومنین فی الحدیث حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی، زینب بنتِ اسماعیل بن ابراہیم بن جبّاز، محمد بن عبد المنعم بن عمر بن ھامل، مرتضی بن عفیف، ابو طاہر السِلفی، ابو صادق مرشد بن یحیٰی مدینی، علی بن ربیعہ بن علی، حسن بن رشیق، محمد بن حفص طالقانی، صالح بن محمد ترمذی کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی حنیفہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔(۲)

۲۔ حافظ عسقلانیؒ نے امام اُستاذ ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثیؒ کی مسند ابی حنیفہؒ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اپنے شیخ ابو الطاہر محمد بن ابی الیُمن محمد بن عبد اللطیف بن الکُویک کے طریق سے حافظ ابو الحجاج مزی و زینب بنتِ کمال، احمد بن شیبان، مؤید بن عبد الرحیم و زاھر بن ابو طاہر ثقفی، سعید بن ابو الرجاء، ابو بکر احمد بن فضل باطِر قانی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیٰی بن مندہ کی متصل سند سے امام حارثی کی مسند کو تخریج کیا ہے۔

(۱) خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۴

(۲) عسقلانی، المعجم المفهرس: ۳۷۳، ۳۷۴، رقم: ۱۱۲۱

حافظ ابنِ حجر نے اسی مسند کو اپنے دوسرے طریق سے بھی بیان کیا ہے۔ وہ طریق یہ ہے: زینب، عجیبہ، ابو الخیر محمد بن احمد بن عمر الباغبان، ابو عمرو عبد الوھاب بن ابو عبد اللہ بن مندہ اور ابنِ مندہ نے امام حارثی سے۔(۱)

۳۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے امام ابو بکرؒ ابن المقری کی مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اِن رُواۃ سے تخریج کیا ہے: ابو الکمال احمد بن علی بن عبدالحق، شمس الدین محمد بن احمد بن علی الرقی و حافظ ابو الحجاج مزّی، الفخر علی بن بخاری و احمد بن شیبان، مؤید بن عبد الرحیم، سعید بن ابو الرجاء، منصور بن حسین اور انہوں نے ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن مقری۔(۲)

۴۔ حافظ عسقلانیؒ نے حافظ ابو علی حسنؒ بن محمد الکبری کی مسند ابی حنیفہ کو بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس سند سے مسند ھذا کی تخریج کی ہے: ابو علی محمد بن احمد بن علی بن مطرز، ابو الحسن علی بن عمر وانی اور انہوں نے ابو علی الکبری سے۔(۳)

۵۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ہی امام ابو الحسین علی بن احمد بن عیسیٰ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔ اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابو حنیفہؒ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صریحاً سماع سے حدیثِ مبارک بھی ہے۔ حافظ عسقلانیؒ سے لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ سند متصل ہے۔ وہ سند یہ ہے: ابو العباس احمد بن حسن زینبی، ابو العباس احمد بن کشتغدی و کمال ابراہیم بن محمد ابنِ عبد الصمد تزمنتی و التاج احمد بن حسن بن علی صیرفی و محمد بن اسماعیل بن عبد العزیز ایوبی و ابو بکر بن قاسم بن ابو بکر رجبی و محمد بن اسماعیل بن ابو القاسم فارقی، ابو العباس احمد بن محمد، ابو الفتح محمود بن احمد بن علی محمودی، ابو السعادات احمد بن محمد بن عبد الواحد عباسی، ابو الحسن احمد بن محمد بن ابو الحسین

---

(۱) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۲۹

(۲) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۳۰

(۳) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۳۱

الاعیش سمنانی اور انہیں علی بن احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا۔

وہ ابو احمد منصور بن عبد اللہ بن خالد ذہلی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابراہیم بن محمد بن عمر بن عبد الرحمان مروزی، وہ ابو العباس احمد بن صلت بن مغلس حمانی، وہ ابو یوسف بشر بن ولید سے اور انہیں امام ابو حنیفہؒ نے حدیث بیان کی کہ:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. (۱)

’’میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘

اس روایت میں امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کرنے کو صراحتاً بیان کیا ہے جو آپ کے تابعی ہونے پر بیّن دلیل ہے۔

۶۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ہی امام ابو حنیفہؒ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے پر حافظ ابو معشر طبریؒ کے جزء کا ذکر بھی کیا ہے۔ حافظ صاحب نے جزء ھٰذا کو اِس سند سے تخریج کیا ہے: احمد بن خلیل مقدسی، احمد بن ابو طالب، ابراہیم بن عثمان کاشغری، ابو الخیر مسعود بن حسین بن سعید الردی، انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حافظ ابو معشر طبریؒ سے اس جزء کو روایت کیا ہے۔ (۲)

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی طرح دیگر اکابر محدّثین اور علماءِ عظام نے بھی امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی مسانید کا تذکرہ متصل اسناد کے ساتھ اپنی کتب میں کیا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث اِن شاء اللہ تعالیٰ ہر مسند کے تحت تحریر کی جائے گی۔ حافظ صاحب کی امام ابو حنیفہؒ کی مسانید پر تحقیقی بحث فی الحال اس لئے درج کی تا کہ قارئین پر یہ واضح ہو سکے کہ آپ کی

(۱) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۸، رقم: ۱۱۳۲

(۲) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۸، رقم: ۱۱۳۳

مسانید کو جلیل القدر محدّثین نے متصل اِسناد سے بیان کیا ہے۔ یہ امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی علمِ حدیث میں وسعت، آپ کی حدیث میں ثقاہت اور آپ سے مروی مسانید کے قابلِ اعتبار ہونے پر ناقابلِ تردید اور صریح دلیل ہے۔

(۴) امام محمد بن یوسف صالحیؒ کی تحقیق

امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی کتاب ’’عقود الجمان‘‘ کے باب نمبر ۲۳ میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: في بيان المسانيد التي خرّجها الحفاظ من حديثه و الذي اتصل بنا منها سبعة عشر مسندًا.(۱)

’’امامِ اعظم کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظِ حدیث نے تخریج کی ہے اور جن سے ہم متصل ہوئے ہیں، ان کی تعداد سترہ ہے۔‘‘

(۵) حافظ ابنِ طولونؒ کی تحقیق

حافظ شمس الدین محمدؒ بن طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے اپنی کتاب ’’الفہرست الأوسط‘‘ میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ۱۷ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

(۶) امام محمد مرتضٰی زبیدیؒ کی تحقیق

امام سید محمدؒ مرتضٰی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ’’عقود الجواهر

---

(۱) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ۳۲۲۔۳۲۴

(۲) زاهد الکوثری، تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ۱۵۶

المنیفة'' کے مقدمہ میں لکھا ہے:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخاريج الأئمة.(۱)

''میں نے اس کتاب کو امام ابو حنیفہ سے منسوب اُن ۱۴ مسانید سے تخریج کیا ہے جنہیں ائمہِ حدیث نے جمع کیا ہے۔''

(۷) امام ابنِ عابدین شامیؒ کی تحقیق

مشہور فقیہ امام محمد امین المعروف ابنِ عابدین شامیؒ (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے ثبت پر کتاب ''عقود اللآلي'' میں رقمطراز ہیں:

وأسند الإمام أبو الصبر أيوب الخلوتي مسانيد الإمام أبي حنيفة وأوصلها إلى سبعة عشر مسندًا فراجعها من ثبته.(۲)

''امام ابو الصبر ایوب الخلوتی نے امام ابو حنیفہ کی ۱۷ مسانید کو متصل سند کے ساتھ نقل کر کے اپنے ثبت میں جمع کیا ہے۔''

(۸) علامہ محمد جعفر کتانیؒ کی تحقیق

معاصر علماء کرام میں سے علامہ محمدؒ بن جعفر الکتانی (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب ''الرسالة المستطرفة'' میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ۱۵ مسانید کا ذکر کیا ہے۔(۳)

(۱) مرتضى زبيدى، عقود الجواهر المنيفة فى أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة مما وافق فيه الأئمة الستة أو أحدهم، ۱: ۵

(۲) ابن عابدين، عقود اللآلى: ۱۲۵

(۳) محمد بن جعفر الكتانى، الرسالة المستطرفة: ۱۶

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ امام محمد بن محمود خوارزمی، امام محمد بن یوسف صالحی شامی، حافظ ابنِ طولون، محمد مرتضیٰ زبیدی، ابنِ عابدین شامی، اور محمد بن جعفر الکتانی کے نزدیک امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین سے مروی مسانید کی تعداد ۱۴ سے لے کر ۱۷ تک ہے۔

۴۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی انتیس مسانید پر ہماری تحقیق

راقم نے مختلف کتب، مخطوطوں اور لائبریریوں کو کھنگالنے کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مزید بارہ (۱۲) مسانید دریافت کی ہیں۔ اس طرح کل مسانیدِ امامِ اعظم کی تعداد انتیس (۲۹) ہوگئی ہے۔ ذیل میں امامِ اعظم سے مروی اِن انتیس مسانید کے نام درج کئے جا رہے ہیں:

۱۔ مسند امام حمادؒ بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)

۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوبؒ بن ابراہیم انصاری (متوفی ۱۸۲ھ)

۳/۴۔ مسند و آثار امام محمدؒ بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

۵۔ مسند امام حسنؒ بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ)

۶۔ مسند امام محمدؒ بن مخلد الدوری (متوفی ۳۳۱ھ)

۷۔ مسند امام حافظ احمدؒ بن محمد بن سعید المعروف ابنِ عقدہ (متوفی ۳۳۲ھ)

۸۔ مسند امام ابو القاسم عبد اللہؒ بن محمد ابن ابی العوام سعدی (متوفی ۳۳۵ھ)

۹۔ مسند امام عمرؒ بن حسن اشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)

۱۰۔ مسند امام ابومحمد عبد اللہؒ بن محمد بن یعقوب حارثی بخاری (متوفی ۳۴۰ھ)

۱۱۔ مسند امام حافظ ابو احمد عبد اللہؒ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

۱۲۔ مسند امام ابو الحسین محمدؒ بن مظفر بن موسیٰ (متوفی ۳۷۹ھ)

۱۳۔ مسند امام طلحہؒ بن محمد بن جعفر (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۴۔ مسند امام محمدؒ بن ابراہیم بن علی بن زاذان اصبہانی مقری (متوفی ۳۸۱ھ)

۱۵۔ مسند امام ابو الحسن علیؒ بن عمر بن احمد بغدادی المعروف دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)

۱۶۔ مسند امام ابو الحفص عمرؒ بن احمد بن عثمان المعروف ابنِ شاہین (متوفی ۳۸۵ھ)

۱۷۔ مسند امام ابوعبد اللہ محمدؒ بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ (متوفی ۳۹۵ھ)

۱۸۔ مسند امام حافظ ابو نعیم احمدؒ بن عبد اللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

۱۹۔ مسند امام حافظ ابو بکر احمدؒ بن محمد بن خالد خلی کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)

۲۰۔ مسند امام ابو الحسن علیؒ بن محمد بن حبیب بصری ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)

۲۱۔ مسند امام ابو بکر احمدؒ بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)

۲۲۔ مسند امام ابو اسماعیل عبد اللہؒ بن محمد انصاری ہروی (متوفی ۴۸۱ھ)

۲۳۔ مسند امام حافظ ابوعبد اللہ محمدؒ بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)

۲۴۔ مسند امام ابو بکر محمدؒ بن عبد الباقی بن محمد انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)

۲۵۔ مسند امام ابو القاسم علیؒ بن حسن بن ھبۃ اللہ ابنِ عساکر دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)

۲۶۔ مسند امام علیؒ بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

۲۷۔ مسند امام ابو علی حسنؒ بن محمد بن محمد بکری (متوفی ۶۵۶ھ)

۲۸۔ مسند امام شمس الدین محمدؒ بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی (متوفی ۹۰۲ھ)

۲۹۔ مسند امام ابو المھدی عیسیٰؒ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی (متوفی ۱۰۸۲ھ)

۵۔ انتیس مسانیدِ امامِ اعظمؓ اور ان کے مؤلفین کا تعارف

انتیس مسانید کے مدوّنین اور مؤلفین ائمہ کا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مختلف نوعیت کا تعلق رہا ہے۔

۱۔ بعض ائمہ کو براہِ راست امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا تلمیذ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی مسانید کو تالیف کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان ائمہ میں امامِ صاحب کے بیٹے حضرت حمّاد کے علاوہ قاضی ابو یوسف، امام محمد حسن شیبانی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی شامل ہیں۔

۲۔ بعض ائمہ کو بلا واسطہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے سماعِ حدیث کا موقع میسّر نہ آ سکا لہٰذا انہوں نے بالمشافہ اور اجازتِ خاصّہ کے ساتھ اپنے شیوخ کے طرق سے ان مسانید کو تالیف کیا۔

۳۔ بعض ائمہ کو یہ دونوں شرف حاصل نہ ہو سکے تو انہوں نے اپنے شیوخ سے اجازتِ عامّہ حاصل کرنے کے بعد مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کو تدوین کیا۔[۱]

ائمہ عظام نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ۲۹ مسانید کو تدوین و تالیف کرنے میں درج بالا تینوں طریقے اختیار کیے۔ اب ہم ترتیبِ زمانی کے لحاظ سے ان تمام مسانیدِ امامِ اعظم کو مرتب کرنے والے ائمہ کے احوالِ حیات اور ان کا علمی مقام و مرتبہ درج کرنے کے علاوہ معتبر کتب کے حوالوں سے یہ بھی ذکر کریں گے کہ ان ائمہ نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ان انتیس مسانید کو تدوین و تالیف کیا۔

۱۔ مسند امام حمادؒ بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)

امامِ اعظم ابو حنیفہؓ کے لختِ جگر اور اکلوتے بیٹے فقیہ و محدّث امام حمادؒ کو اپنے والدِ گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے۔ امام حماد کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔ آپ

(۱) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنيفة، ۱: ۶

اپنے شفیق والد کے نقشِ قدم پر تھے۔ امام حماد نے اپنے والد سے ہی علمِ حدیث و فقہ کا خصوصی اکتسابِ فیض کیا اور ان سے ان کے بیٹے اسماعیل نے حدیث و فقہ کا علم حاصل کیا۔ امام اسماعیل قاضیٔ بصرہ بھی رہے۔ (۱)

۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمیؒ نے اپنے چار مشائخ کے متصل طرق سے مسند حمادؒ تک سند بیان کی ہے۔ وہ چار شیوخ یہ ہیں: تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف، موفق الدین ابوعبد اللہ محمد بن ہارون ثعلبی، جمال الدین ابوالفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری اور ان کے بھائی نجم الدین ابوغالب مظفر بن محمد بن الیاس۔ (۲)

۲۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے اپنے شیخ ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد شروطی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد کی مسندِ ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۳)

۳۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمدؒ صالحی شامی نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمر مکی شافعی کی متصل سند سے امام حماد کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۴)

امام حمادؒ کا علمی مقام و مرتبہ

امام حماد فقیہ اور محدّث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کا پیکر بھی تھے۔ اتنے عظیم و جلیل باپ کے زاہد اور متقی بیٹے سے کذب و بطلان کا اظہار ناممکنات میں سے ہے۔

۱۔ محدّثِ کبیر امام عبد الرحمٰنؒ بن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷ھ) نے ''الجرح والتعدیل'' میں امام حمادؒ کا ذکر کیا ہے لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی جو ان کے عادل و

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵
(۳) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۳، رقم: ۱۱۲۱
(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۲۳۰

صادق ہونے پر واضح دلالت ہے۔(۱)

۲۔ امام صمیریؒ (متوفی ۴۳۶ھ) امام حمادؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان الغالب عليه الدين والورع والزهد مع علم بالفقه وكتابة للحديث.(۲)

''علم فقہ اور کتابتِ حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔''

۳۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) امام حماد کو یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں:

كان ذا علم، ودين، وصلاح، وورع تام.(۳)

''آپ صاحبِ علم، دین دار، صالح اور پیکرِ ورع تھے۔''

۴۔ حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے علمی مقام پر یوں روشنی ڈالی ہے:

تفقّه على أبيه فأفتى في زمنه ...... وهو في طبقة أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن بن زياد.(۴)

''آپ نے اپنے والدِ گرامی سے اس قدر علمِ فقہ حاصل کیا کہ ان کے زمانے

(۱) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۱۴۹
۲۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۳۴۶
(۲) صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۱۵۱
(۳) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳
(۴) قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۴۸

میں فتویٰ دینے لگے۔ آپ کا شمار امام ابو یوسف، امام محمد، زفر اور حسن بن زیاد کے اعلیٰ طبقہ میں ہوتا ہے۔"

۵۔ امام محمد عبد الحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ)، امام حماد کی شان میں گویا ہیں:

واستقضي علی الکوفة بعد القاسم بن معن الکوفي تلمیذ أبي حنیفة. (۱)

"امام ابو حنیفہ کے شاگردِ رشید قاسم بن معن کے بعد کوفہ کے منصبِ قضا پر آپ ہی کو بٹھایا گیا۔"

- حافظ شمس الدین ذہبی کے مطابق امام حماد بن ابی حنیفہ کا وصال ۱۷۶ھ میں ہوا۔ (۲)

۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ)

امامِ اعظم ابو حنیفہ کے قریب ترین اور قابلِ فخر تلامذہ میں سے ایک امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں۔ آپ خاندانِ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابو یوسف سے درج ذیل ائمہِ حدیث نے روایت کیا ہے:

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی	۲۔ امام احمد بن حنبل
۳۔ بشر بن ولید	۴۔ حافظ یحییٰ بن معین
۵۔ علی بن جعد	۶۔ علی بن مسلم طوسی
۷۔ عمرو بن ابی عمرو حرانی	۸۔ عمرو بن محمد ناقد

(۱) عبد الحی لکھنوی، الفوائد البھیّة: ۱۱۹
(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳

۹۔ احمد بن منیع
۱۰۔ عبدوس بن بشر

۱۱۔ حسن بن شبیب
۱۲۔ اسد بن فرات اور دیگر رحمھم اللہ تعالی (۱)

قاضی ابو یوسفؒ نے اپنے شیخِ اکبر امامِ اعظمؒ سے کثیر علم الحدیث حاصل کیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے استاذ کے علم کو کتابی شکل میں سمیٹا۔

۱۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے تین شیوخ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا و دیگر علماء کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ قاضی ابو یوسف کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے بھی اپنے شیخ ابوالفضل عبدالرحیم بن محمد اوجاقی کے طریق سے مسند ابو یوسف کا ذکر کیا ہے۔ (۳)

ایک اشکال کا حل

قاضی ابو یوسفؒ کی مسند اور آثار کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا ان سے مسند مروی ہے یا آثار؟

حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے قاضی ابو یوسف کی 'کتاب الآثار' کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

اسی پر بہت سے علماء کی تائید ہے۔ اس کے برعکس جیسا کہ ہم بحوالہ درج کر چکے ہیں کہ امام خوارزمیؒ اور امام صالحیؒ شامی نے مسند ابی یوسف کا اپنی اسناد کے ساتھ ذکر

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۲
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۹
(۴) قرشی، الجواھر المضیئۃ: ۴۳۹

کیا ہے۔ کیا یہ دونوں کتابیں الگ الگ ہیں یا ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ ہمارے خیال میں دونوں طرح کے امکانات ہیں:

۱۔ قاضی ابو یوسف کی کتاب الآثار الگ کتاب ہے جو بآسانی مارکیٹ میں دستیاب ہے جبکہ ان کی مسند الگ کتاب ہے جو فی الحال میسر نہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام رکھ دیئے گئے ہیں۔

علامہ ابو الوفا افغانیؒ نے 'کتاب الآثار' کے مقدمہ میں اسی التباس کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

ويحتمل، والله أعلم، أن يكون كتابًا واحداً رواه عنه عمرو ويوسف كلاهما، ويسمى بإسمين كروايات الموطأ. (۱)

''ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے، کہ ایک ہی کتاب کو عمرو بن ابی عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو اور اسے دو نام دیدیئے گئے ہوں جس طرح کہ موطأ مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔'' ☆

قاضی ابو یوسفؒ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثینِ کرام نے امام قاضی ابو یوسفؒ کا حدیث میں علمی مقام و مرتبہ درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

---

(۱) أبو الوفاء، مقدمة كتاب الآثار: (د)

☆ ہمارے فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں قاضی ابو یوسفؒ کی 'کتاب الآثار' موجود ہے، جس پر علامہ ابو الوفا افغانی کی تعلیقات ہیں۔ اس کتاب کا لائبریری نمبر ۵۶۶۳ ہے اور یہ کتاب دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان کی طباعت کے مطابق المکتبۃ الأثریۃ، سانگلہ ہل، شیخو پورہ، پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔

۱۔ امام ابو یوسفؒ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام سلیمان بن مہران اعمشؒ (متوفی ۱۴۸ھ) نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا تو میں نے انہیں اس کا درست جواب دیدیا، انہوں نے مجھ سے (حیران ہوکر) کہا: آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں حدیث سے جسے آپ ہی نے ہم سے بیان کیا ہے اور میں نے ان سے حدیث ذکر کر دی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا:

يا يعقوب، إني لأحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواک، فما عرفت تأويله حتى الآن. (۱)

''یعقوب! مجھے یہ حدیث اس وقت سے یاد ہے جبکہ ابھی تمہارے والدین بھی مجتمع نہ ہوئے تھے مگر اس کا مطلب میں ابھی سمجھا ہوں۔''

اس قول سے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کی جلالتِ علمی اور انتہاء درجہ فہمِ حدیث کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام اعمش کا شمار امامِ اعظم کے شیوخ میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ وہ صحاح ستہ کے راوی اور سیکڑوں احادیث کے بھی حافظ ہیں لیکن فہمِ حدیث کے لئے انہوں نے امام ابو یوسف کی طرف رجوع کیا۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ قاضی صاحب صرف فقیہِ حدیث ہی نہ تھے بلکہ عظیم حافظِ حدیث بھی تھے تب ہی تو انہوں نے فوراً امام اعمش کو ان ہی کے طریق سے حدیث کا حوالہ دیدیا۔ شاگرد کی اس عالی قدر و منزلت میں درحقیت امامِ اعظم کی عظمت پوشیدہ ہے جن کے فیوضاتِ علمی کی وجہ سے وہ اس درجہ پر

---

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۹۶
۲۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۴: ۲۴۶
۳۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۳
۴۔ ابن خلکان، وفيات الأعيان، ۶: ۳۸۲
۵۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه: ۴۰
۶۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۲۹۹

متمکن ہوئے۔

۲۔ امامِ اعظمؒ نے بھی اپنے اس شاگردِ خاص کا علمی مرتبہ بیان کیا ہے۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کی حیات میں ابو یوسف کو جان لیوا مرض لاحق ہوا تو ہم نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی عیادت کی۔ جب آپ ان کے پاس سے اٹھے تو ان کے گھر کے دروازے کی دہلیز پر ہاتھ رکھ کر افسردہ انداز میں بولے:

أن يمت هذا الفتى، فإنه أعلم من عليها وأومأ إلى الأرض.(۱)

’’یہ نوجوان فوت ہوجائے گا؟ پھر زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تو روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔‘‘

۳۔ حسنؒ بن ابو مالک اور عباسؒ بن ولید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم محدّث ابو معاویہ محمد بن خازم (متوفی ۱۹۵ھ) کے پاس حجاج بن اَرطاۃ سے مروی احادیث کو سمجھنے اور سیکھنے جاتے تھے۔ ابو معاویہ نے ہم سے کہا: کیا تمہارے ہاں قاضی ابو یوسف نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، وہ تو ہم میں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا:

أتتركون أبا يوسف وتكتبون عني؟ كنا نختلف إلى الحجاج فكان أبو يوسف يحفظ والحجاج يملي علينا فإذا خرجنا كتبنا من حفظ أبي يوسف.(۲)

’’کیا تم ابو یوسف کو چھوڑ کر مجھ سے احادیث لکھ رہے ہو؟ (ان کا تو یہ حال

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۶
۲۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۲
۳۔ سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶
۴۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۰۸
(۲) صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۹۵

ہے کہ) ہم حجاج بن اَرطاۃ کے پاس جایا کرتے تھے تو حجاج جو کچھ ہمیں اِملاء کراتے تھے ابو یوسف اسے یاد کر لیتے تھے، پھر جب ہم ان کے دَرس سے آتے تو ابو یوسف کے حافظے سے سب کچھ لکھ لیتے۔‘‘

امام ابو معاویہ محمد بن خازم عظیم محدّث تھے جن کی ثقاہت پر اعتبار کرتے ہوئے ائمہِ صحاح ستہّ نے ان سے کُل ایک ہزار اٹھاون (۱,۰۵۸) متصل احادیث روایت کی ہیں۔ وہ قاضی ابو یوسف کے بلند پایہ حفظِ حدیث کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہم بھی ان کے خوشہ چیں ہوتے تھے۔ جس امامِ اعظم ابو حنیفہ کے ہونہار شاگرد کا یہ حال ہو خود ان کے حافظے کا عالم کیا ہوگا؟ مزید تائید کے لئے درج ذیل روایت بھی مطالعہ فرمائیں۔

۴۔ امامِ اعظم کے شاگرد امام حسنؒ بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ) قاضی ابو یوسف کے حفظِ حدیث کا ایک نادر واقعہ درج کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام ابو یوسف کے ساتھ حج پر گئے تو وہ راستے میں بیمار ہو گئے لٰہذا ہم نے بِئرِ میمون پر پڑاؤ کیا۔ امام سفیان بن عیینہ ان کی عیادت کرنے کے لئے وہاں آئے تو آپ نے ہم سے کہا: ابو محمد (یعنی سفیان بن عیینہ) سے علمِ حدیث حاصل کرو۔ انہوں نے ہم سے چالیس احادیث بیان کیں، پھر جب سفیان چلے گئے تو امام ابو یوسف نے ہم سے فرمایا:

خذوا ما روى لكم! فَرَدَّ علينا الأربعين حديثاً حفظاً على سِنِّه وضعفه وعِلّتِه وشغله بسفره.

وفي رواية قال: حَدَّثَنا بالأربعين حديثاً بسنده ومتنه حفظاً، وتعجبنا من سرعة حفظه مع عِلَّتِه وشغله بسفره.(۱)

’’انہوں نے تم سے جو احادیث روایت کی ہیں اسے تھام لو، پھر آپ نے ہم

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۹۴
۲۔ قرشی، الجواهر المضيئة فی طبقات الحنفية: ۲۷۴

سے اپنے بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود وہ چالیس احادیث بیان کر دیں۔‘‘

’’ایک روایت میں ہے کہ امام حسن بن زیاد نے فرمایا: آپ نے ہمیں چالیس احادیث مع سند و متن زبانی سنا دیں، ہمیں آپ کی بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود اس قدر سرعتِ حفظ پر بڑا تعجب ہوا۔‘‘

اس روایت سے اتنا اندازہ تو ہر صاحبِ عقل وشعور لگا سکتا ہے کہ امام ابو یوسف علم الحدیث میں حد درجہ رغبت رکھتے تھے۔ تب ہی تو انہوں نے ضعیف عمری، نقاہت، مرض اور سفر کی شدید تھکاوٹ کے باوجود چالیس اَحادیث سُن کر فوراً اپنے شاگردوں کو سنا دِیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لا جواب حافظے سے نوازا تھا، اسی وجہ سے انہوں نے ایک لمحہ تاخیر کیے بغیر چالیس احادیث ذہن نشین کر لیں۔

۵۔ امام علیؒ بن صالح جب بھی قاضی ابو یوسفؒ سے کوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے:

حدّثني فقيه الفقهاء، وقاضي القضاة، وسيّد العلماء أبو يوسف. (۱)

’’مجھ سے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاۃ اور سید العلماء ابو یوسف نے حدیث بیان کی۔‘‘

۶۔ امام ابنِ سعدؒ (متوفی ۲۳۰ھ) نے قاضی ابو یوسفؒ کے علمِ حدیث پر یوں لب کشائی کی ہے:

كان يعرف بالحفظ للحديث، وكان يحضر المحدّث فيحفظ خمسين وستين حديثاً فيقوم فيمليها على الناس. (۲)

---

(۱) صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۹۳

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۷: ۳۳۰

۲۔ ابن عبد البر، الإنتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ۱۷۲

۳۔ ابن خلکان، وفیات الأعیان، ۶: ۳۷۹

۴۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۳۰۰

’’آپ حافظِ حدیث تھے، آپ محدّث کی خدمت میں حاضر ہو کر پچاس ساٹھ احادیث حفظ کر کے لوگوں کو ان کی اِملاء کراتے تھے۔‘‘

۷۔ سید المحدّثین امام یحییٰؒ بن معین، قاضی ابو یوسفؒ کی حدیث میں ثقاہت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

ما رأيت في أصحاب الرأي أثبت في الحديث، ولا أحفظ ولا أصحّ رواية من أبي يوسف. (۱)

’’میں نے اصحاب الرائے میں حدیث میں سب سے زیادہ پختہ، سب سے زیادہ حافظِ حدیث اور سب سے زیادہ صحیح روایت بیان کرنے والا ابو یوسف سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۸۔ امام علیؒ بن مدینی (۲۳۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسفؒ بصرہ میں دو مرتبہ تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۱۷۶ھ میں آئے تو میں ان کے پاس نہ آسکا اور دوسری بار ۱۸۰ھ میں تشریف لائے تو ہم ان کے پاس حاضری دیا کرتے تھے۔

فكان يحدّث بعشرة أحاديث وعشرة رأي وأراه، قال: ما أجد على أبي يوسف شيء إلّا حديث هشام في الحجر وكان صدوقًا. (۲)

’’آپ دس احادیث بیان کرنے کے ساتھ ان پر دس تبصرے بھی کرتے اور میں قاضی ابو یوسف کو دیکھتا کہ آپ مقامِ حجر میں ہشام کے طریق سے مروی

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۷

۲۔ أيضاً، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۴۰

۳۔ ابن تغري بردي، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۰۸

(۲) ۱۔ خطيب بغدادي، تاريخ بغداد، ۱۴: ۲۵۵

۲۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۴۲

ہی حدیث بیان کرتے اور آپ نے ہمیشہ صدق بیانی سے کام لیا۔‘‘

۹۔ امام ابو یوسفؒ کے شاگردِ رشید امام بشرؒ بن ولید (متوفی ۲۳۸ھ) کے سامنے ایک روز آپ کے مُسْتَمْلی (حدیث کی اِملاء کرنے کی درخواست کرنے والے شاگرد) نے کہا: آپ کو 'یعقوب نے خبر دی ہے۔' آپ نے اس سے فرمایا:

ألا تعظّمه! ألا تفخّمه! فإني ما رأيت مثله. (۱)

’’کیا تُم ان کی تعظیم نہیں کرتے، ان کی تکریم نہیں کرتے، میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

۱۰۔ امام احمدؒ بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علمِ حدیث کی ابتداء کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أوّل ما طلبتُ الحديث ذهبتُ إلى أبي يوسف القاضي ثم طلبنا بعد فكتبنا عن الناس. (۲)

’’میں سب سے پہلے علمِ حدیث کی طلب میں قاضی ابو یوسف کے پاس گیا پھر اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔‘‘

۱۱۔ امام احمدؒ بن حنبل ہی امام ابو یوسفؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان يعقوب أبو يوسف منصفًا في الحديث. (۳)

(۱) صیمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۹۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۵۵

۲۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه: ۴۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۰

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۷

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۲۸

’’امام ابو یوسف یعقوب حدیث میں انصاف کرنے والے تھے۔‘‘

۱۲۔ امام ذہبیؒ کی تحقیق کے مطابق امام ابنِ عدیؒ نے کہا: ’’قاضی ابو یوسفؒ سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔‘‘ امام نسائیؒ نے کہا: ’’آپ ثقہ ہیں‘‘ اور امام ابو حاتمؒ نے کہا: ’’آپ سے مروی حدیث کو لکھا جائے گا۔‘‘(۱)

معروف مؤرخ خلیفہ بن خیاط، یعقوب بن سفیان، ابوحسان زیادی اور بشر بن ولید کے مطابق قاضی ابو یوسف یعقوب نے جمعرات کے دن ۵ ربیع الاوّل کو ۱۸۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۲)

۳/۴۔ مسند و آثار امام محمدؒ بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ فقیہِ عراق اور امامِ اعظم ابو حنیفہ کے ذہین ترین شاگرد ہیں۔ آپ ۱۳۲ھ میں واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پروان چڑھے۔

امام محمدؒ بن حسن سے درج ذیل محدّثین نے حدیث روایت کی:

۱۔ امام محمد بن ادریس شافعی
۲۔ ابو عبید قاسم بن سلام
۳۔ ہشام بن عبید اللہ رازی
۴۔ علی بن مسلم طوسی
۵۔ عمرو بن ابی عمرو حرّانی
۶۔ حافظ یحییٰ بن معین
۷۔ محمد بن سماعہ
۸۔ یحییٰ بن صالح وحاظی رحمھم اللہ تعالی(۳)

(۱) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۸

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۱
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۸

(۳) ذهبی، مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبیه: ۵۰

جس طرح کا اِشکال اور اِلتباس مسند/ آثارِ ابو یوسف کے ضمن میں سامنے آیا کچھ اسی طرح کا معاملہ امام محمد شیبانی کی مسند و آثار کے ساتھ بھی ہے۔

ا۔ امام خوارزمیؒ نے 'جامع المسانید' میں امام محمدؒ کی ان دونوں کتابوں کا تذکرہ اپنی متصل اسناد کے ساتھ کیا ہے۔

(ا) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی مسند کو 'نسخۃ محمد'' کہہ کر ذکر کیا ہے۔ یہی کتاب ''مسند محمد'' کے نام سے معروف ہے۔ امام خوارزمی نے اس کو اپنے تین شیوخ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا کے طرق سے متصل روایت کیا ہے۔[1]

(۲) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی ''کتاب الآثار'' کا دو طرق سے ذکر کیا ہے:

(ا) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی 'کتاب الآثار' کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ آپ کے چار شیوخ یہ ہیں: صدرِ کبیر ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا اور ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن۔[2]

(ب) امام خوارزمیؒ نے ہی امام محمدؒ کی 'کتاب الآثار' کو اپنے چار شیوخ ضیاء الدین صفر، شرف الدین عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم، رشید الدین احمد ابن المفرج بن مسلمہ، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم کے طریق سے عالی سند کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے۔[3]

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۶
(۳) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

۲۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے بھی امام محمدؒ شیبانی کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے:

(ا) امام صالحیؒ نے امام محمدؒ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

(۲) امام صالحیؒ نے امام محمدؒ کی ''کتاب الآثار'' کا دو طرق سے ذکر کیا ہے:

(ا) انہوں نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی سے بذریعہ شیخ الاسلام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی کے متصل طریق سے امام محمد کی ''کتاب الآثار'' تک سند درج کی ہے۔

(ب) امام صالحیؒ ہی نے حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کے دوسرے متصل طریق سے امام محمدؒ کی ''کتاب الآثار'' تک سند کو سپردِ قرطاس کیا ہے۔[۱]

امام محمدؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ا۔ امام محمدؒ خود اپنے علمی ذوق و شوق کے بارے فرماتے ہیں:

خلف أبي ثلاثين ألفا درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفاً على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفاً على الحديث والفقه.[۲]

---

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۰-۳۳۲

ہمارے فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں امام محمدؒ بن حسن شیبانی کی 'کتاب الآثار' موجود ہے، اس کے ذیل میں حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی 'الإیثار لمعرفة رواة الآثار' ہے۔ کتاب کا لائبریری نمبر ۵۷۲۷ ہے۔ یہ کتاب دار القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، پاکستان، سے ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی۔

(۲) ا۔ صیمری، أخبار أبي حنیفة وأصحابه: ۱۲۵

’’میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے، ان میں سے میں نے پندرہ ہزار نحو و شعر اور باقی پندرہ ہزار حدیث و فقہ پر خرچ کر دیئے۔‘‘

۲۔ فقہ شافعی کے بانی امام محمدؒ بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) نے امام محمدؒ کے بارے فرمایا:

جالستُه عشر سنين، وحملت من كلامه حمل جمل، لو كان كلّم على قدر عقله ما فهمنا كلامه ولكنّه كان يكلّمنا على قدر عقولنا. (۱)

’’میں نے دس سال ان کی شاگردی اختیار کی اور میں نے ان سے اس قدر استفادہ کیا ہے کہ اگر اسے تحریری شکل دی جائے تو اسے اٹھانے کے لئے اونٹ درکار ہوگا۔ اگر وہ اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ پاتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔‘‘

۳۔ امام شافعیؒ نے آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

ما رأيت أعقل، و لا أفقه، ولا أزهد، و لا أورع، ولا أحسن نطقاً وإيرادًا من محمد بن الحسن. (۲)

’’میں نے سب سے زیادہ عاقل، سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ زاہد،

.... ۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۱۷۳

۳۔ قزوینی، التدوین فی أخبار قزوین، ۱: ۲۵۲

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۵۵

(۱) ۱۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۵۵

۲۔ قرشی، الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة: ۲۷۶

(۲) ذهبی، مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبیه: ۵۵

سب سے زیادہ پرہیز گار اور سب سے زیادہ اچھا بولنے والا اور کلام کو وضاحت سے بیان کرنے والا محمد بن حسن سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۴۔ امام شافعیؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

أنفقت علی کتب محمد بن الحسن ستین دینارًا ثم تدبرتها فوضعت إلی جنب کل مسألة حدیثاً. (۱)

’’میں نے محمد بن حسن کی کتب خریدنے پر ساٹھ (۶۰) دینار خرچ کئے پھر میں نے ان میں غور وفکر کرکے ہر مسئلہ کے ساتھ حدیث کو لکھ دیا۔‘‘

ان رِوایات سے کیا کوئی شخص یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ امام شافعی جیسے اجل محدّث جو امام محمد کی تعریف میں رطب اللساں ہیں، اس ابتدائی دور میں وہ دس سال تک امام محمد سے حدیث کے بغیر صرف علم فقہ سیکھتے رہے؟ کتنا بے معنی اور لغو استدلال ہوگا۔ اس کے برعکس کوئی بھی صائب الرائے شخص ان اقوال کو پڑھ کر اسی نتیجہ تک پہنچے گا کہ امام شافعی نے اپنے جلیل المرتبت استاذ سے فقہ سیکھنے کے ساتھ ساتھ احادیث کی معرفت بھی حاصل کی، تب ہی تو وہ اس قابل ہوئے کہ امام صاحب کے بیان کردہ ہر مسئلہ کے ساتھ انہوں نے احادیث کی تخریج کی۔ نیز استنباطِ مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف بھی کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے اجتہادات بھی کیے۔

مذکورہ بالا روایت سے دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ فقہ حنفی کی بنیاد احادیث پر ہے۔ اسی وجہ سے تو امام شافعی نے امام محمد کے بیان کردہ جمیع مسائل کے ساتھ احادیث کو لکھا۔ اگر مذہبِ حنفی حدیث کے متضاد ہوتا تو ہرگز بھی وہ یہ علمی کارنامہ سرانجام نہ

---

(۱) ۱۔ أبو نعیم أصبهانی، حلیة الأولیاء، ۹: ۷۸

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۱: ۲۹۷

۳۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنيفة و صاحبيه: ۵۱

دیتے۔ اب ہم امام شافعی کی زبانی ہی یہ نقل کرنا چاہتے ہیں کہ امام محمد اور ان جیسے دیگر اکابر ائمہ کو تفقہ فی الدین میں ایسا بلند و بالا علمی رتبہ کس ہستی کی بدولت نصیب ہوا۔

۵۔ امام ابوعبیدؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لقد كتبت عن محمّد بن الحسن وقر بعير ذكر، ولولاه ما فتق لي من العلم ما انفتق، فالناس كلّهم في الفقه عيال على أهل العراق، وأهل العراق عيال على أهل الكوفة، وأهل الكوفة كلّهم عيال على أبي حنيفة.(۱)

’’میں نے امام محمد بن حسن سے اس قدر علم لکھا ہے کہ اس بوجھ کو (تحریری شکل دی جائے تو) مذکر اونٹ ہی اٹھا سکتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو مجھ پر علم کی وہ راہیں منکشف نہ ہوتیں جو ہوئیں، سارے لوگ فقہ میں اہلِ عراق کے عیال ہیں اور سارے اہلِ عراق اہلِ کوفہ کے عیال ہیں اور سارے اہلِ کوفہ امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔‘‘

یہی قابلِ تقلید بات ہے جس کا اعلان آج سے ۱۲ سو سال قبل عالمِ اسلام کے عظیم رہنما اور فقہ شافعی کے بانی امام شافعیؒ نے اپنی زبان سے کر دیا کہ روئے زمین کے سارے لوگ فقہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ آج بھی جس کسی کو فہم اور تفقہ فی الدین میں سے جو میسر آئے گا وہ درحقیقت امامِ اعظم کے تفقہ فی الدین کے لگائے ہوئے علمی شجر کا فیضان ہوگا۔

۶۔ امام محمدؒ بن حسن خود امام مالکؒ سے سماعِ حدیث کرنے کو بیان کرتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۲۴
۲۔ كردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۱۵۳
۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۳۲۳

أقمت علی باب مالک ثلاث سنين وسمعت من لفظه أكثر من سبعمائة حديث.(۱)

''میں امام مالک کی چوکھٹ پر تین سال تک حاضر رہا، اور میں نے ان کی زبانی سات سو (۷۰۰) سے زائد اَحادیث کا سماع کیا۔''

اس روایت سے سرسری طور پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ سے بھی لازماً چار سالوں کے دوران سیکڑوں احادیث کا سماع کیا ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی ایسے محدّث سے جو محنتِ شاقہ کے ساتھ حصولِ علمِ حدیث پر کمر بستہ ہو، یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس نے اپنے شیخِ اجل کے پاس مسلسل چار سال شب و رَوز بسر کرتے ہوئے اُن سے صرف چند احادیث سنی ہوں گی؟ یہ قابلِ فخر متعلم اور لائقِ استناد معلم، شاگردِ رشید اور استاذِ جلیل، تلمیذِ صادق اور شیخِ کامل دونوں پر زبانِ طعن دراز ہو گی۔ لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ امامِ اعظم فی الحدیث تھے تب ہی تو بقول امام شافعی أعلم، أعقل، أفقه، أزهد و أورع جیسی صفات کے حامل طالبِ علم امام محمد نے سالہا سال آپ کی دریوزہ گری کی۔

۷۔ صحیحین (بخاری و مسلم) کے ثقہ راوی امام یحییٰ بن صالح (متوفی ۲۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن اَکثم نے پوچھا: آپ نے امام مالک کو دیکھا ہے اور اُن سے سماع کیا ہے، اسی طرح آپ نے امام محمد کی رفاقت اختیار کی ہے، ان دونوں میں سب سے زیادہ فقیہ کون تھا؟ میں نے کہا:

محمد بن الحسن فيما يأخذه لنفسه أفقه من مالک.(۲)

(۱) ۱۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۱۲۱
۲۔ نووی، تهذیب الأسماء، ۱: ۹۷
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۷۵
(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۱۷۵

”محمد بن حسن جو کچھ بھی اُن سے اپنے لئے اخذ کرتے وہ اس میں مالک سے زیادہ فقیہ تھے۔“

۸۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے عارفِ حدیث اور عالمِ حدیث ہونے پر ایک واقعہ امام محمد بن سماعہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عیسیٰ بن اَبان (م ۲۲۱ھ) حسین وجمیل اور صاحبِ علم شخص تھے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، میں انہیں محمد بن حسن کے پاس آنے کی دعوت دیتا تو وہ (سنی سنائی پر) کہتے: یہ لوگ احادیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ عیسیٰ حدیث کے جید حافظ تھے، ایک دن انہوں نے ہمارے ساتھ نمازِ فجر ادا کی جبکہ اسی دن امام محمد کا درس بھی ہونا تھا۔ میں نے عیسیٰ کو اس مجلس میں بٹھائے رکھا۔ جب امام محمد درس سے فارغ ہوئے تو میں عیسیٰ کو اُن کے قریب لے گیا اور انہیں کہا: یہ آپ کے بھائی اَبان بن صدقہ کاتب کے بیٹے ہیں جو بڑے ذہین اور معرفتِ حدیث رکھتے ہیں، میں اِسے آپ کے پاس آنے کی دعوت دیتا لیکن یہ انکار کر دیتا اور کہتا کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ امام محمد اس کی طرف بڑھے اور اسے فرمایا: میرے بیٹے! آپ نے کس مسئلہ میں ہمیں دیکھا ہے کہ ہم اس میں حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ جب تک ہم سے سن نہ لو اس وقت تک ہمارے خلاف مت گواہی دو۔ ابنِ اَبان نے اس دن آپ سے پچیس احادیث کے متعلق سوال کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں:

فجعل محمد بن الحسن يجيبه عنها، ويخبره بما فيها من المنسوخ ويأتي بالشواهد والدلائل، فالتفت إليّ بعد ما خرجنا، فقال: كان بيني وبين النور سترٌ فارتفع عني، ما ظننت أنّ في ملك الله مثل هذا الرجل يظهره للناس! ولزم محمد بن الحسن لزوماً شديداً حتى تفقّه.(۱)

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۱۲۸

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۱۵۸

’’محمد بن حسن اسے اِن احادیث کے جواب دینے لگے، اُسے ان میں سے منسوخ احادیث کی خبر دینے لگے اور اس پر دلائل وشواہد بھی قائم کرنے لگے۔ جب ہم امام محمد کی مجلس سے باہر نکلے تو وہ میری طرف مڑ کر کہنے لگا: میرے اور نورِ (علم) کے درمیان پردہ حائل تھا جو اَب مجھ سے اٹھ گیا ہے، میرا خیال نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں اس جیسا شخص موجود ہے جسے وہ لوگوں کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ پھر انہوں نے حد درجہ قلبی ذوق سے محمد بن حسن کی مجالست اختیار کی یہاں تک کہ فقیہ کے مرتبے پر فائز ہوئے۔‘‘

اس رِوایت سے واضح ہوا کہ امام محمد بن حسن جہاں کثیر ذخیرۂ حدیث رکھتے تھے وہیں انہیں فہمِ حدیث بھی حاصل تھا۔ اسی لئے تو انہوں نے عیسیٰ بن ابان کی بیان کردہ پچیس احادیث کے تسلی بخش جواب دیئے۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ محدّث اس وقت تک معرفتِ حدیث کا دعویٰ نہیں کرسکتا جب تک فقیہ نہ ہو جیسا کہ ابنِ اَبان کے ساتھ ہوا۔

۹۔ ابراہیم حربی سے روایت ہے کہ میں نے امام احمدؒ بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) سے سوال کیا: ’’آپ نے یہ مسائلِ دقیقہ کہاں سے سیکھے ہیں؟‘‘ انہوں نے فرمایا:

من كتب محمد بن الحسن.(۱)

’’محمد بن حسن کی کتب سے۔‘‘

.... ۳۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۱

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۱۵۷

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۲۵

۲۔ ابن جوزی، المنتظم فی تاريخ الأمم والملوك، ۹: ۱۷۵

۳۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه: ۵۴

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۱۶۰

۱۰۔ امام احمدؒ بن حنبل نے ایک مرتبہ فرمایا: جب کسی مسئلہ میں تین اشخاص کا اتفاق ہو جائے تو ان کی مخالفت ناممکن ہے۔ ان سے پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد بن الحسن، فأبو حنيفة أبصر الناس بالقياس، وأبو يوسف أبصر الناس بالآثار، ومحمد أبصر الناس بالعربية.(۱)

''ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن حسن۔ ابو حنیفہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قیاس میں ماہر ہیں، ابو یوسف تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آثار پر نگاہ رکھتے ہیں اور محمد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عربی لغت جانتے ہیں۔''

۱۱۔ امام الجرح والتعدیل علیؒ بن مدینی نے امام محمدؒ کو ''صدوق'' قرار دیا ہے۔ امام دارقطنیؒ نے کہا ہے کہ ''انہیں ترک نہیں کیا جائے گا۔'' امام ابو داؤدؒ نے کہا ہے: ''یہ ترک کیے جانے کے مستحق نہیں ہے۔''(۲)

۱۲۔ امام ذہبیؒ نے امام محمدؒ کے بارے میں یہاں تک لکھا ہے:

كان محمد بن الحسن من بحور العلم والفقه.(۳)

''امام محمد بن حسن علمِ حدیث اور فقہ کے سمندر تھے۔''

❁ جب خلیفہ ہارون الرشید رَے کے علاقے میں گیا تو امام محمد بھی ان کے ساتھ وہاں گئے اور وہیں ۱۸۹ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا رحمۃ اللہ علیھم

---

(۱) سمعانی، الأنساب، ۳: ۴۸۴

(۲) ۱۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۱۲۲
۲۔ أیضاً، تعجیل المنفعة: ۳۶۲

(۳) ذهبي، میزان الإعتدال، ٦: ۱۰۷

أجمعين۔(۱)

۵۔ مسند امام حسنؒ بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ)

امام ابو علی حسن بن زیاد اللؤلؤی انصاری فقیہِ عراق، امامِ اعظم ابو حنیفہ کے قابلِ استناد شاگرد ہیں۔

امام حسن بن زیاد سے محمد بن شجاع ثلجی اور شعیب بن ایوب صریفینی رحمھم اللہ تعالی نے علمِ حدیث حاصل کیا۔(۲)

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن زیاد اللؤلؤی کی جمع کردہ مسند امامِ اعظم کو بیان کیا ہے۔ امام خوارزمی کے اُن چار شیوخ کے نام یہ ہیں: ابو محمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن علی الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو نصر الاغر بن ابی الفضائل اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا۔(۳)

۲۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زیاد اللؤلؤی تک متصل سند کو ذکر کیا ہے۔ امام صالحی کے چار شیوخ یہ ہیں: ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری، جمال الدین ابراہیم قلقشندی، ابو محمد عبد الرحیم بن محمد حنفی اور ابو حفص عمر بن علاء الدین صیرفی۔(۴)

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے بھی ''کشف الظنون'' میں امام لؤلؤی کی مسند امامِ اعظم کا نام درج کیا ہے۔(۵)

---

(۱) صيمري، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۰

(۲) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۴

(۳) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۷۳

(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۶

(۵) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰

امام حسنؒ بن زیاد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام حسنؒ بن زیاد خود اپنے طلبِ علم کا حال بیان فرماتے ہیں:

مكثت أربعين سنة لا أبيت إلّا والسراج بين يديّ. (۱)

’’میں نے چالیس سال اس حال میں گزارے کہ ساری رات چراغ میرے سامنے جلتا رہتا (اور میں پڑھائی میں مصروف رہتا)۔‘‘

۲۔ امام حسنؒ بن زیاد کثیر احادیث کے مالک تھے، اسی لئے فرماتے:

كتبت عن ابن جريج اثنى عشر ألف حديث، كلّها يحتاج إليها الفقهاء. (۲)

’’میں نے ابنِ جریج سے بارہ ہزار (۱,۲۰,۰۰) ایسی احادیث لکھی ہیں جن میں سے ہر ایک کی فقہاء کو نہایت ضرورت ہے۔‘‘

۳۔ صحاح ستہ کے راوی امام یحییٰؒ بن آدم (متوفی ۲۰۳ھ) نے امام حسنؒ کے بارے میں کہا:

ما رأيت أفقه من الحسن بن زياد. (۳)

---

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۳
۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۲۱۰

(۲) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۲
۲۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۷: ۳۱۴
۳۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۴

(۳) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۱
۲۔ ابو إسحاق شيرازی، طبقات الفقهاء: ۱۴۳

’’میں نے حسن بن زیاد سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔‘‘

۴۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے محدّث خلفؒ بن ایوب (متوفی ۲۰۵ھ) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ سائل نے کہا: مجھے کوئی ایسا شخص بتا دیں جو اس کے بارے جانتا ہو۔ فرمایا: کوفہ کے حسن بن زیاد۔ اس نے کہا: کوفہ تو دور ہے۔ آپ نے فرمایا:

من همّه الدين فالكوفة إليه قريبة.(۱)

’’جس شخص کا مطمعِ نظر فہمِ دین ہو، کوفہ اس کے قریب ہے۔‘‘

۵۔ نصیر بن یحيٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خلف بن ایوب سے پوچھا: موجودہ دور میں کون شخص حجۃ الاسلام ہے؟ انہوں نے کہا: حسن بن زیاد۔ راوی کہتے ہیں:

فأعاد السوال ثلاثاً، فقال: الحسن هو حجة.(۲)

’’اس نے تین بار سوال دہرایا، آپ نے یہی جواب دیا: حسن ہی حجۃ الاسلام ہیں۔‘‘

۶۔ امام سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے امام حسنؒ کے متعلق لکھا ہے:

كان حافظاً لروايات أبي حنيفة.(۳)

’’آپ امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث کے حافظ تھے۔‘‘

۷۔ بعض محدّثین نے ان پر شدید کلام کرتے ہوئے کذّاب تک کہا ہے۔ امام

.... ۳۔ قرشی، الجواهر المضيئة: ۱۲۷

۴۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۸۸

(۱) کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۲۰۹

(۲) کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۲۰۹

(۳) ۱۔ سمعانی، الأنساب، ۵: ۱۴۶

۲۔ قرشی، الجواهر المضيئة في الطبقات الحنفية: ۱۲۸

عسقلانیؒ نے ان کے بارے میں سارے اقوال درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

ومع ذلک کله أخرج له أبو عوانة في مستخرجه، والحاکم في مستدرکه، وقال مسلمة بن قاسم: کان ثقة، رحمه الله تعالی.(۱)

’’اس کے باوجود امام ابوعوانہ نے اپنی مستخرج اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ان سے روایت کیا ہے۔ مسلمہ بن قاسم نے کہا ہے: آپ ثقہ تھے۔‘‘

- ہماری تحقیق کے مطابق امام دارقطنی نے السنن، امام بیہقی نے السنن الکبریٰ اور امام طبرانی نے المعجم الأوسط میں بھی امام حسن بن زیاد سے احادیث روایت کی ہیں جو ان کے مقبول الروایۃ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

- امام ابو بکر دامغانی اور امام ذہبی کے مطابق امام حسن بن زیاد کا وصال ۲۰۴ھ میں ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیھم أجمعین۔(۲)

۶۔ مسند امام محمدؒ بن مخلد الدَّوْرِی (متوفی ۳۳۱ھ)

حافظ ابوعبد اللہ محمد بن مخلد بن حفص الدوری العطار بغداد سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدّث ہیں۔ بقول ان کے ان کی ولادت ۲۳۳ھ میں ہوئی۔

امام ابنِ مخلد نے کثیر محدّثین کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا جن میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالسائب سَلْم بن جُنادہ ۲۔ یعقوب بن ابراہیم دورقی

۳۔ فضل بن یعقوب رخامی ۴۔ ابوحذافہ سہمی

(۱) عسقلانی، لسان المیزان، ۲:۲۰۸

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۱۳۳

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۵

۵۔ زبیر بن بکّار ۶۔ ابو یحییٰ محمد بن سعید العطار

۷۔ احمد بن عثمان بن حکیم اودی ۸۔ محمد بن حسان ازرق

۹۔ حسن بن عرفہ ۱۰۔ صاحب الصحیح امام مسلم بن حجاج

امام ابنِ مخلدہ وہ بلند رتبہ ہستی ہیں جن سے اکابرین محدّثین نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ حافظ ابو العباس بن عقدہ ۲۔ محمد بن حسین آجری

۳۔ حافظ ابوبکر بن جعابی ۴۔ محمد بن المظفر

۵۔ ابو عمر بن حیویہ ۶۔ صاحب السنن امام ابو الحسن دار قطنی

۷۔ امام ابو حفص بن شاہین اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی (۱)

امام محمدؒ بن مخلد صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے ان کو مسند ابی حنیفہ کے جمع و تدوین کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

۱۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابنِ مخلدؒ کی تصانیف پر لکھا ہے:

و كتب ما لا يوصف كثرة مع الفهم و المعرفة، و حسن التصانيف. (۲)

''انہوں نے فہم و معرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔''

۲۔ حافظ خطیبؒ بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں کئی ائمہ کے تعارف میں امام ابنِ مخلد کی مسند ابی حنیفہ کو درج کیا ہے۔

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۰
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۶

(۲) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۶

(ا) انہوں نے محمدؒ بن احمد بن الجہم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة. (۱)

”محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔“

(۲) خطیب بغدادی نے ہی احمدؒ بن محمد بن جہم بلخی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة الذي جمعه. (۲)

”محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے، یہ مسند انہوں نے جمع کی ہے۔“

(۳) اسی طرح کے کلمات خطیب بغدادیؒ نے محمدؒ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن مسروقی کے ترجمہ میں لکھے ہیں۔ (۳)

۳۔ شیخ محمود الحسن طونکیؒ نے بھی حافظ امام ابو عبد اللہ محمدؒ بن مخلد الدوری بغدادی کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

یہ دلائل و براہین اس بات پر شاہد ہیں کہ امام محمد بن مخلد الدوری نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

امام ابنِ مخلدؒ کا علمی مقام ومرتبہ

محدّثین اور محققین نے امام ابنِ مخلد کے علمی رتبے کو اپنی کتب میں نمایاں جگہ

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۸۷

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۴۰۳

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۴۳۰

(۴) عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۱: ۱۲۰

دی ہے۔

۱۔ صاحب السنن امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) نے امام ابنِ مخلد کو ''ثقہ اور مامون'' بیان کیا ہے۔(۱)

۲۔ حافظ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) اور حافظ ابنِ کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) ملے جلے الفاظ میں آپ کے متعلق کہتے ہیں:

كان أحد أهل الفهم موثوقًا به في العلم، متسع الرواية، مشهورًا بالديانة، موصوفًا بالأمانة، مذكورًا بالعبادة.(۲)

''آپ ان صاحبانِ دانش میں سے ایک تھے جو علمِ حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاری میں نمایاں تھے۔''

۳۔ اجل نقاد حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے امام ابنِ مخلدؒ کے مقام و مرتبہ پر لکھا ہے:

وكان موصوفًا بالعلم، والصلاح، والصدق، والاجتهاد في الطلب، طال عمره، واشتهر اسمه، وانتهى إليه العلو مع القاضي المحاملي ببغداد.(۳)

''آپ علمِ حدیث، صالحیت، صدق اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو خوب شہرت

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۱
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۴۶

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۰
۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۱۱: ۲۰۷

(۳) ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۷

حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محاملی کے باوجود علوِ مرتبت کی انتہاء آپ پر ہوئی۔‘‘

۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) نے امام ابنِ مخلد کا علمی مقام یوں اجاگر کیا ہے:

وهو ثقة ثقة مشهور في تاريخ بغداد له ترجمة مليحة، ومات سنة إحدى وثلاثين وثلاث مائة، وهو من أعلم أهل عصره إسنادًا، وقع لنا حديثه بعلو بيننا وبينه في خمس مائة سنة، ستّ أنفس بالسماع المفصل. (۱)

’’وہ ثقہ ثقہ مشہور ہیں، تاریخ بغداد میں ان کا شاندار تعارف درج ہے، انہوں نے ۳۳۱ھ میں وصال فرمایا، وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ علم الاسناد جانتے تھے۔ ہمیں اعلیٰ طریق سے تفصیلی سماع کے ساتھ ان کی حدیث ملی ہے جس میں اس پانچ سو سالہ دور میں ہمارے اور ان کے درمیان چھ اشخاص ہیں۔‘‘

❁ امام عبدالباقی بن قانع اور ابوالحسن بن فرات کے مطابق امام ابنِ مخلد کا ۳۳۱ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۲)

۷۔ مسند امام ابنِ عقدہؒ (متوفی ۳۳۲ھ)

آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: احمد بن محمد بن سعید بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن زیاد بن عبد اللہ بن عجلان مولیٰ عبد الرحمٰن بن سعید بن قیس ہمدانی۔ آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ کوفہ سے تعلق رکھنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث، علامہ، حدیث میں چوٹی کے عالم، یگانۂ روزگار اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ ابنِ عقدہ کے نام سے معروف ہیں۔ عقدہ آپ کے والدِ گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ حافظ ابو العباس ابنِ

(۱) عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۳۷۴

(۲) خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۳: ۳۱۱

عقدہ کی ولادت کوفہ میں ۲۴۹ھ میں ہوئی۔

امام ابنِ عقدہ نے طلبِ حدیث میں کوفہ، بغداد، مکہ مکرمہ اور دیگر علمی مراکز کا کونہ کونہ چھان مارا۔ انہوں نے اَن گِنت محدّثین سے حدیث کا سماع کیا جن میں سے گنتی کے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ ابوجعفر محمد بن عبید اللہ
۲۔ احمد بن عبدالحمید حارثی
۳۔ حسن بن علی بن عفان
۴۔ حسن بن مکرم
۵۔ ابو یحیٰی بن ابی میسرہ
۶۔ ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ
۷۔ احمد بن ابی خیثمہ
۸۔ عبد اللہ بن روح مدائنی
۹۔ ابوبکر بن ابی الدنیا
۱۰۔ ابراہیم بن عبد اللہ القصار اور دیگر ائمہ۔

حافظ ابنِ عقدہ محدّثِ بے بدل اور لاثانی عالم تھے۔ ان کے عظیم الشان علمی رتبے کی وجہ سے اکابر و اعاظم محدّثین نے ان کے ہاں زانوئے ادب تہہ کیا۔ ان میں درج ذیل شیوخِ حدیث کے نام شامل ہیں:

۱۔ حافظ ابوبکر بن جعابی
۲۔ حافظ عبداللہ بن عدی جرجانی
۳۔ صاحب المعاجم حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی
۴۔ محمد بن المظفر
۵۔ صاحب السنن ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی
۶۔ حافظ ابوحفص بن شاہین
۷۔ عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی
۸۔ عمر بن ابراہیم کتانی
۹۔ ابوعبد اللہ المرزبانی
۱۰۔ محمد بن ابراہیم المقری اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی۔

ان اکابرینِ حدیث کے علاوہ اتنی کثرت سے اعاظم و اصاغر ائمہِ حدیث نے

آپ سے علمی استفادہ کیا جن کا احاطہ بہت ہی مشکل ہے۔[1]

۱۔ امام الجرح والتعدیل حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے ''سير أعلام النبلاء'' میں ابوجعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حافظ ابنِ عقدہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب ''أخبار أبي حنيفة'' کا بھی تذکرہ کیا ہے۔[2]

۲۔ شارح ''صحیح البخاری'' حافظ بدر الدین عینیؒ نے اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں مسند ابنِ عقدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> **إن مسند أبي حنيفة لابن عقدة يحتوي وحده على ما يزيد على ألف حديث.**[3]
>
> ''امام ابنِ عقدہ کی اکیلی مسند ابی حنیفہ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔''

۳۔ ابو القاسم حمزہؒ بن یوسف سہمی، حافظ خطیب بغدادیؒ اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے امام ابنِ عقدہؒ کے طریق سے امامِ اعظم ابو حنیفہؒ سے مروی احادیث کو روایت کیا ہے۔[4]

حافظ ابنِ عقدہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

حافظ صاحب کو علمی حلقہ میں اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل تھا جس کے چند نظائر

---

(۱) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۵: ۱۴
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۰۔ ۳۴۲

(۲) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۵۲

(۳) زاهد الكوثری، تأنيب الخطيب: ۱۵۶

(۴) ۱۔ حمزه بن يوسف، تاريخ جرجان: ۳۸۶
۲۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۴: ۳۲۷
۳۔ عسقلانی، تعجيل المنفعة: ۴۶۰

محدّثین کی زبانی ملاحظہ کریں۔

۱۔ حافظ ابنِ عقدہؒ نے بذاتِ خود اپنی حدیث دانی پر بیان کیا ہے۔ ابو الحسن محمد بن عمرو بن یحییٰ علوی کہتے ہیں کہ ایک دن ابو العباس بن عقدہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابو العباس! لوگ مجھ سے تمہارے حفظِ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ ابو العباس نے انہیں بتانے سے حیل و حجت سے کام لیا اور اسے برا محسوس کیا۔ انہوں نے پھر سوال دہرایا اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابو العباس نے فرمایا:

أحفظ مائة ألف حديث بالإسناد والمتن، وأذاكر بثلاث مائة ألف حديث. (۱)

’’مجھے اِسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔‘‘

۲۔ حافظ ابو علی حسینؒ بن علی نیشاپوری (متوفی ۳۴۹ھ) نے آپ کے علمی مقام پر کہا ہے:

ما رأيت أحدًا أحفظ لحديث الكوفيين من أبي العباس بن عقدة. (۲)

’’میں نے ابو العباس بن عقدہ سے بڑھ کر کسی ایک شخص کو بھی کوفیوں سے

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۷
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۶۔۳۴۷
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۱: ۲۶۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۱: ۲۶۵

مروی حدیث کا حافظ نہیں دیکھا۔''

۳۔ امام حاکمؒ کہتے ہیں: میں نے حافظ ابو علی سے کہا کہ بعض لوگ ابو العباس کے بارے چہ میگوئیاں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کس بارے میں؟ میں نے کہا: جو انہوں نے مجہول راویوں سے منفرد زائد روایتیں بیان کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

لا تشتغل بمثل هذا، أبو العباس إمام حافظ، محلّه محل من يسأل عن التابعين و أتباعهم. (۱)

''اس طرح کی باتوں میں مشغول مت ہو۔ ابو العباس امام اور حافظ ہیں، وہ تو اس مقام پر فائز ہیں کہ ان سے تابعین اور تبع تابعین کے (صدق و صفا کے) متعلق دریافت کیا جاتا ہے۔''

۴۔ صاحب السنن امام علیؒ بن عمر دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أجمع أهل الكوفة أنه لم ير من زمن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ إلى زمن أبي العباس بن عقدة أحفظ منه. (۲)

''اہلِ کوفہ (کے ایک زمانے) کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابو العباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔''

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۹
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۵۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶
۲۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۲۱۵
۳۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵: ۱۱۴
۴۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵

۵۔ ابو ہمام محمدؒ بن ابراہیم کرخی فرماتے ہیں:

أحمد بن عمير بن جوصا بالشام كأبي العباس بن عقدة بالكوفة. (۱)

’’احمد بن عمیر بن جوصا کا شام میں وہی مقام ہے جیسے کوفہ میں ابو العباس بن عقدہ کا۔‘‘

۶۔ امام محمدؒ بن جعفر النجار بھی امام ابنِ عقدہؒ کو یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

كان أبو العباس أحفظ من كان في عصرنا للحديث. (۲)

’’ابو العباس ہمارے عہد میں سب سے زیادہ حدیث کے حافظ تھے۔‘‘

❁ حافظ ابو الحسن ابنِ سفیان کے بقول امام ابو العباس احمد بن محمد ابنِ عقدہ ۳۳۲ھ میں وصال فرما گئے رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۳)

۸۔ مسند امام عبد اللہؒ بن ابی العوام (متوفی ۳۳۵ھ)

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد سعدی ابن ابی العوام نے بھی امامِ اعظم ابو حنیفہ کی مسند کو جمع کیا۔ امام ابنِ ابی العوام نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا:

۱۔ صاحب السنن امام نسائی ۲۔ امام ابو جعفر طحاوی

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵: ۱۱۴
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۳۵

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۴

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۲۲

۳۔ ابو بشر دولابی ۴۔ محمد بن جعفر بن اعین

۵۔ محمد بن احمد بن حماد ۶۔ ابراہیم بن محمد ترمذی اور دیگر ائمہ۔

جبکہ امام ابنِ ابی العوام سے ان کے بیٹے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ و دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی نے اخذِ حدیث کیا ہے۔

امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوامؒ کے مسند امامِ اعظمؒ کو تالیف و تدوین کرنے پر حسبِ ذیل دلائل ہیں:

۱۔ حافظ محمدؒ بن محمود خوارزمی نے ''جامع المسانید'' میں پندرہویں مسند امام ابنِ ابی العوام کی ذکر ہے۔ امام خوارزمی نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے درج کیا ہے، وہ پانچ شیوخ یہ ہیں: نجم الدین ابو الجناب احمد بن عمر خوارزمی خیوقی، نجم الدین ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی، رشید الدین ابو الفضل اسماعیل بن احمد عراقی، ضیاء الدین صفر بن یحیٰ بن صفر اور ابو نصر الاغر ابنِ ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر۔(۱)

۲۔ مشہور سیرت نگار و معروف محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفارس بن عمر علوی اور ابو الفضل بن اوجاقی کے طرق سے مسند ابنِ ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

ایک ابہام کا ازالہ

امام عبد اللہ بن ابی العوام کی مسند پر اختلاف ہے کہ یہ مستقل کتاب ہے یا ان کی کتاب ''فضائل أبي حنیفة'' کا ایک باب؟

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳

امام خوارزمی اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے اسے ’’مسند‘‘ کا نام دیا ہے۔(۱) جبکہ امام زیلعی اور امام صالحی نے اسے کتاب ’’فضائل أبي حنيفة‘‘ کا باب ذکر کیا ہے۔(۲)

ہمارے خیال میں یہ کوئی اِبہام یا تشکیک کی بات نہیں ہے۔ دونوں طرف کے ائمہ کا اس موقف پر اتفاق ہے کہ ’’مسند ابن أبي العوام‘‘ کا وجود ہے۔ آگے اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

۱۔ ممکن ہے امام ابن ابی العوام نے مسند کو الگ تالیف کیا ہو اور فضائل پر الگ۔

۲۔ اس کا بھی امکان ہے کہ انہوں نے فضائل ابی حنیفہ میں مسند کے عنوان سے باب باندھا ہو بعدازاں اس کو علیحدہ بھی تصنیف کیا ہو۔ یا مسند تالیف کرنے کے بعد اس کو ’’کتاب الفضائل‘‘ کا حصہ بنا دیا ہو۔ فی زمانہ دونوں طرح کی مثالیں عام دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس لئے ان کے ’’مسند ابی حنیفہ‘‘ کو تالیف کرنے پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

امام ابنِ ابی العوامؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ علم الرجال نے امام ابنِ ابی العوام کے علمی مقام کو قلمبند کیا ہے۔

۱۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام نسائیؒ کے ترجمہ میں امام عبداللہ بن ابی العوام کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ’’قاضی مصر‘‘ کا لقب دیا ہے۔(۳)

۲۔ حافظ عبد القادرؒ قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابو القاسم عبد اللہ بن ابی العوام کے پوتے احمد بن محمد کا تعارف درج کرتے ہوئے ان کے گھرانے کے متعلق لکھا ہے:

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

۲۔ عسقلانی، الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة، ۲: ۴۵

(۲) زیلعی، نصب الرایة، ۳: ۱۴۰

۲۔ صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۴۳

(۳) ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۲: ۷۰۰

يأتي أبوه وعبدالله جدّه من بيت العلماء الفضلاء. (۱)

’’ان کے والد (محمد) اور دادا عبد اللہ علماء فضلاء کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔‘‘

۳۔ محدّثِ شام حافظ محمدؒ بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) نے حافظ ابو القاسم عبداللہ، امام ابوجعفر طحاوی، قاضی ابوعبداللہ صیمری اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا ہے:

كلّهم حنفيون، ثقات، أثبات، نقّاد، لهم إطلاع كبير. (۲)

’’یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدّثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا علم ہے۔‘‘

امام ابو القاسم عبد اللہ بن ابی العوام کا ۳۳۵ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔

۹۔ مسند امام عمرؒ بن حسن اَشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)

حافظِ حدیث امام قاضی ابوحسن عمر بن حسن بن علی بن مالک اشنانی کو بھی امامِ اعظم کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی ولادت بغداد میں ۲۵۹ھ یا ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ امام اشنانی نے درج ذیل محدّثینِ کرام سے روایتِ حدیث کی ہے:

۱۔ حافظ ابراہیم حربی
۲۔ محمد بن عینی مدائنی
۳۔ محمد بن مسلمہ واسطی
۴۔ ابو اسماعیل ترمذی
۵۔ موسیٰ بن سہل الوشاء
۶۔ ابوبکر بن ابی الدنیا
۷۔ محمد بن شداد مسمعی
۸۔ اپنے والد حسن بن علی اشنانی۔

محدّثین کی کثیر تعداد نے امام اشنانی سے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام

(۱) قرشی، الجواهر المضيئة: ۷۴
(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۴۹

درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوعباس بن عقدہ ۲۔ محمد بن المظفر

۳۔ ابوعمرو بن السماک ۴۔ ابوحسن علی بن عمر دارقطنی بغدادی

۵۔ حافظ ابنِ شاہین ۶۔ ابوقاسم بن حبابہ

۷۔ المعافی بن زکریا رحمهم الله تعالی۔

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی نے اپنے تین شیوخ تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف، ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابوعبد اللہ محمد بن علی بن بقاء کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشنانی کی مسند امامِ اعظم کو نقل کیا ہے۔(۱)

۲۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے بھی اپنے شیوخ ابوالفضل عبد الرحیم بن محمد بن محمد ارجانی اور ابوحفص عمر بن حسن بن عمر ثوری کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ امام عمر اشنانی کی مسند تخریج کی ہے۔(۲)

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے ''کشف الظنون'' میں امام عمر اشنانی کی مسند امامِ اعظم کا ذکر کیا ہے۔(۳)

۴۔ علامہ سید مرتضیٰؒ زبیدی نے ''عقود الجواهر المنيفة'' کے مقدمہ میں مسند عمر اشنانی کو بیان کیا ہے۔(۴)

www.MinhajBooks.com

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۳

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۷

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنيفة، ۱: ۶

امام اَشنانی کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام محمدؒ بن نعیم ضبی کہتے ہیں کہ میں نے حافظِ حدیث ابو علی ہروی (متوفی ۳۵۶ھ) کو قاضی عمر بن حسن شیبانی سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ اشنانی صدوق ہیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: بغداد میں ہمارے ساتھی تو ان کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ اس پر امام ابو علی ہروی نے فرمایا:

ما سمعنا أحداً يقول فيه أكثر من أنه يرى الإجازة سماعًا، وكان لايحدّث إلّا من أصوله.(۱)

''ہم نے کسی ایک کو بھی ان کے بارے میں اس سے زیادہ (اعتراض کرتے ہوئے) نہیں سنا کہ وہ اجازتِ حدیث میں (شیخ سے صرف لقاء نہیں بلکہ) سماع کے قائل ہیں، اور وہ (نچلے طبقوں کی بجائے) اصول (اوپر والے طبقے) سے حدیث بیان کرتے تھے۔''

امام ابو علی الھروی نے امام اشنانی پر لگائے گئے ''ضعف'' کا کیا خوبصورت جواب دیا ہے کہ ان پر اعتراض کرنے والے صرف ان کے اخذِ حدیث میں قواعد وضوابط کی سختی پر برہم اور نالاں ہوتے ہیں، باقی کوئی بات نہیں۔ قواعد وضوابط کی یہ سختی نا اہلوں کو ننگا کردیتی اور وہ آپ کے ضعیف ہونے کا پراپیگنڈہ کرتے جس کے جال میں بعض اکابر محدّثین بھی پھنس گئے۔ اگر اسی صورتحال کا اطلاق ہم امامِ اعظم پر لگائی گئی تہمتِ ''ضعف'' پر کرے تو بالکل بجا ہوگا۔ ان پر بھی ضعف کا الزام اس وجہ سے لگا ہوگا کہ ان کے کسی بھی راوی سے اخذِ حدیث کے اصول انتہائی سخت تھے۔

۲۔ صاحب المستدرک امام حاکمؒ نیشاپوری کی روایت کے مطابق امام ابو علی ہرویؒ نے ہی امام عمرؒ اشنانی کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔(۲)

---

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸

۳۔ حافظ خطیبؒ بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام اشنانیؒ کے بارے میں لکھا ہے:

تحديث بن الأشناني في حياة إبراهيم الحربي، له فيه أعظم الفخر وأكبر الشرف، وفيه دليل على أنه كان في أعين الناس عظيماً، ومحله كان عندهم جليلاً. (۱)

''ابراہیم حربی کی زندگی میں ابنِ اشنانی کا حدیث روایت کرنا، ان کے لئے اس میں سب سے زیادہ لائقِ فخر اور شرف کا مقام ہے، اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ انہیں لوگوں کی نگاہوں میں عظیم مرتبہ حاصل تھا اور لوگوں کے ہاں انہیں بلند قدر و منزلت میسر تھی۔''

۴۔ خطیبؒ بغدادی ہی مزید بیان کرتے ہیں:

وهذا رجل من جلة الناس ومن أصحاب الحديث الموجودين، وأحد الحفاظ له، وحسن المذاكرة له. (۲)

''وہ اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدّثین میں شمار ہوتے تھے، حافظِ حدیث تھے اور بہت اچھے اسلوب میں محدّثین سے مذاکرہ کرتے۔''

۵۔ خطیبؒ بغدادی ہی امام عمرؒ اشنانی کے مقامِ حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

قد حدّث أحاديث كثيرا، وحمل الناس عنه قديمًا وحديثًا. (۳)

''انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہر دو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔''

---

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۷

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۷

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸

امام طلحہ بن محمد بن جعفر کے مطابق بروز جمعرات ۱۱ ذو الحجہ ۳۳۹ھ میں امام عمر بن حسن اشنانی کا وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۱)

۱۰۔ مسند امام عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ)

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث بن خلیل الحارثی البخاری الکلاباذی الحنفی ما وراء النہر سے تعلق رکھنے والے مشہور عالم، فقیہ اور محدّث تھے۔ آپ 'اُستاذ' کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کی ولادت ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ امام حارثیؒ نے درج ذیل محدّثین سے روایت کیا ہے:

۱۔ عبد اللہ بن واصل
۲۔ عبد الصمد بن الفضل
۳۔ حمدان بن ذوالنون
۴۔ ابو معشر حمدویہ بن خطاب
۵۔ محمد بن لیث سرخسی
۶۔ عمران بن فرینام
۷۔ ابو الموجہ محمد بن عمرو مروزی
۸۔ فضل بن محمد شعرانی
۹۔ محمد بن علی صائغ
۱۰۔ ابو ھمام محمد بن خلف نسفی اور دیگر ائمہ سے

جبکہ امام حارثیؒ سے درج ذیل ائمہِ حدیث نے روایت کیا ہے:

۱۔ ابو طیب عبد اللہ بن محمد
۲۔ محمد بن حسن بن منصور نیشا پوری
۳۔ احمد بن محمد بن یعقوب فارسی
۴۔ ابو عبد اللہ بن مندہ

اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثیؒ نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔ اس پر ائمہ کرام کی

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸
(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۴

تصریحات اور شواہد ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ٦٦٥ھ) نے ”جامع المسانید“ میں اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو اپنی کتاب میں نقل بھی کیا ہے۔ امام خوارزمی کے وہ چار شیوخ یہ ہیں: ابو الفضائل جمال الدین عبد الکریم بن عبد الصمد انصاری حرستانی، صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم درجی قرشی مقدسی، شمس الدین یوسف بن عبد اللہ فرغلی، ابو بکر بن محمد فرغانی۔(۱)

۲۔ امام شمس الدین محمدؒ بن احمد بن عبد الہادی حنبلی (متوفی ۷۴۴ھ) نے مسائلِ طلاق پر احادیث بیان کرتے ہوئے امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔(۲)

۳۔ امام شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام قاسم بن اصبغ اموی قرطبی کے ترجمہ میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا ہے:

وفيها مات عالم ما وراء النهر ومحدّثه الإمام العلامة أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري، الملقب بالأستاذ، جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله ثنتان وثمانون سنة.(۳)

”اسی سال ماوراء النہر کے مشہور عالم اور محدّث امام علامہ ابو محمد عبد اللہ بن محمد یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کا وصال ہوا، جو ”الأستاذ“ کے لقب سے معروف تھے۔ انہوں نے مسند امام ابو حنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔“

۴۔ امام ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ٦٩۔ ۷۰

(۲) ابن عبد الهادی، تنقیح تحقیق أحادیث التعلیق، ۳: ۲۱۵

(۳) ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۸۵۴

قد اعتنى الحافظ أبو محمد الحارثي وكان بعد الثلاثمائة بحديث أبي حنيفة فجمعه في مجلدة ورتّبه على شيوخ أبي حنيفة. (۱)

’’تین سو سال بعد حافظِ حدیث ابو محمد الحارثی نے امام ابوحنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا اور اسے شیوخِ ابوحنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔‘‘

۵۔ امام عسقلانیؒ نے ہی ’’الإصابة‘‘ میں حضرت رافع مولیٰ سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے امام ابو محمد الحارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ دیا ہے۔ (۲)

۶۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (۹۴۲ھ) نے ’’عقود الجمان‘‘ میں امامِ اعظم کی ۱۷ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی ہی کو اپنے شیوخ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری اور ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابوبکر سیوطی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ (۳)

۷۔ امام عجلونیؒ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ’’کشف الخفاء‘‘ میں ’’ادرؤا الحدود بالشبهات‘‘ (حدود کو شبہات سے ٹالو) حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

رواه الحارثي فی مسند أبي حنيفة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً. (۴)

’’اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔‘‘

۸۔ علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) نے بھی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع

(۱) عسقلانی، تعجيل المنفعة: ۵
(۲) عسقلانی، الإصابة فی تمييز الصحابة، ۲: ۴۴۸
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۲۔ ۳۲۳
(۴) عجلونی، کشف الخفاء، ۱: ۷۳

حدیثِ حدود پر بحث کرتے ہوئے امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ درج کیا ہے۔(۱)

جلیل القدر ائمہ کی درج بالا تصریحات اور دلائل سے یہ بات اظہر من الشّمس ثابت ہوئی کہ امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد الحارثی نے امام اعظم کی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا تھا یہی وجہ ہے کہ محدّثین نے ان کی مسند کے حوالے اپنی کتابوں میں درج کیے۔☆

امام حارثیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابو یعلی خلیلیؒ (متوفی ۴۴۶ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

له معرفة بهذا الشأن. (۲)

''انہیں علمِ حدیث کی معرفت حاصل ہے۔''

۲۔ امام سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے امام حارثیؒ کے متعلق لکھا ہے:

كان شيخاً مكثراً من الحديث. (۳)

''آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔''

۳۔ امام ابو المؤید خوارزمیؒ (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنی کتاب ''**جامع المسانيد**'' میں امام حارثیؒ کے علمی مقام پر لکھا ہے:

---

(۱) شوكاني، نيل الأوطار، ۷: ۲۷۲

☆ ہمارے فریدِ ملّتؒ ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی کی ''مسند أبي حنيفة'' موجود ہے جس کا لائبریری نمبر ۲۲,۶۹۵ ہے۔ یہ کتاب دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان سے ۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ھ میں طبع ہوئی جس پر ابو محمد الاسیوطی کی تحقیق ہے۔

(۲) أبو يعلى خليلي، الإرشاد في معرفة علوم الحديث، ۳: ۹۷۲

(۳) سمعاني، الأنساب، ۳: ۲۱۳

من طالع مسنده الذي جمعه للإمام أبي حنيفة، علم تبحرّه فی علم الحديث و إحاطته بمعرفة الطرق و المتون.[۱]

''جو شخص بھی امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر اور حدیث کے متون وطرق میں بلند پایہ معرفت کو جان لے گا۔''

۴۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

كان ابن مندة يحسن القول فيه.[۲]

''حافظ ابنِ مندہ ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔''

۵۔ امام ذہبیؒ ہی امام حارثیؒ کو علامہ، فقیہ اور شیخ الحنفیہ جیسے اَلقاب دینے کے بعد لکھتے ہیں:

كان محدّثا، جوّالاً، رأساً في الفقه، صنّف التصانيف.[۳]

''آپ محدّث تھے، طلبِ علم میں بہت سفر کرنے والے تھے اور آپ فقہ میں سرخیل تھے۔آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔''

۶۔ امام عبد القادر بن ابی الوفاء قرشیؒ (۷۷۵ھ) نے امام حارثیؒ کے متعلق لکھا ہے:

عبد الله بن محمد أكبر و أجل من ابن الجوزي و من أبي سعيد الرواس.[۴]

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۲:۵۲۵

(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵:۴۲۴

(۳) ذهبی، العبر فی خبر من غبر، ۲: ۲۵۹

(۴) قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۸۹

’’عبد اللہ بن محمد، ابنِ جوزی اور ابوسعید الرواس سے اجل و اکبر درجے کے محدّث ہیں۔‘‘

۷۔ بعض محدّثین نے امام عبد اللہ بن محمد حارثیؒ کو ضعیف اور لیّن الحدیث کہا ہے۔ اس پر عصرِ حاضر کے عظیم محدّث محمد زاہد الکوثریؒ تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

له مناقب أبي حنيفة، وله مسند أبي حنيفة أيضاً، أكثر فيه جدًا من سَوق طرق الحديث، وقد أكثر ابن مندة الرواية عنه، وكان حسن الرأي فيه، وقد تكلّم فيه أناس بتعصب، وأكبر ما يرمونه به إكثاره من الرواية عن النجيرمي، أباء بن جعفر، في ”مسند أبي حنيفة“، ولم ينتبهوا إلى أن روايته عنه ليس في أحاديث ينفرد هو بها، بل فيما له مشارك فيه، كما فعل مثل ذلك الترمذي في محمد بن سعيد المصلوب، والكلبي، ولكن قاتل الله التعصب يُعمي ويُصم.(۱)

’’امام حارثی نے مناقبِ ابو حنیفہ پر کتاب لکھی ہے، انہوں نے مسند ابی حنیفہ بھی تالیف کی ہے جس میں انہوں نے احادیث کے کثیر طرق درج کیے ہیں، امام ابنِ مندہ نے ان سے کثرت سے روایت کیا ہے اور آپ کے بارے میں ان کی رائے اچھی تھی۔ بعض لوگوں نے آپ کے بارے تعصب سے کام لیا ہے، وہ سب سے زیادہ اس وجہ سے آپ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ آپ نے اَباء بن جعفر نجیرمی سے ’مسند ابی حنیفہ‘ میں بہت زیادہ روایت کیا ہے۔ حالانکہ معترضین کو یہ خبر نہیں کہ آپ اس سے احادیث کو روایت کرنے میں منفرد نہیں ہوتے بلکہ دیگر رُواۃ سے بھی اس حدیث کو لاتے ہیں جیسے امام ترمذی نے محمد

(۱) زیلعی، نصب الرایۃ، مقدمۃ زاھد الکوثری، ۱: ۴۴

بن سعید مصلوب اور کلبی کے معاملے میں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تعصب کو غارت کرے جو اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔‘‘

امام ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام حارثی کا ۳۴۰ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالی علیهم أجمعین۔(۱)

۱۱۔ مسند امام عبد اللہؒ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ جُرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور علم الجرح والتعدیل کے امام ہیں۔ انہوں نے حدیث کے رُواۃ و رِجال پر جرح و تعدیل میں ’الکامل في ضعفاء الرجال‘ کے نام سے مشہور تصنیف لکھی۔ ان کی ولادت ۲۷۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلبِ حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا۔

امام ابنِ عدی نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا ہے:

۱۔ بہلول بن اِسحاق تنوخی
۲۔ محمد بن یحییٰ مَروَزی
۳۔ عبد الرحمٰن بن قاسم دمشقی
۴۔ جعفر بن محمد فریابی
۵۔ صاحب المسند ابو یعلی موصلی
۶۔ صاحب الصحیح ابو بکر بن خزیمہ بغوی
۷۔ ابو عروبہ
۸۔ عمران بن موسیٰ بن مجاشع
۹۔ حسن بن محمد مدینی۔

امام ابنِ عدی سے کثیر محدّثین نے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۵

ا۔ آپ کے شیخ ابو عباس بن عقدہ ٢۔ ابو سعد مالینی

٣۔ حسن بن رامین ٤۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد کو یہ

٥۔ حمزہ بن یوسف سَہمی ٦۔ ابو الحسین احمد بن العالی رحمهم الله تعالی۔ (١)

امام ابنِ عدی نے مسند امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تالیف کیا اس پر ائمہ کرام کی درج ذیل تصریحات شاہد ہیں۔

ا۔ سلطان الملک المعظم علامہ عیسیٰؒ بن ابو بکر ایوبی (متوفی ٦٢٤ھ) نے اپنی کتاب ''السهم المصيب في الرد على الخطيب'' میں امام ابنِ عدی کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔ (٢)

٢۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ٦٦٥ھ) نے ''جامع المسانيد'' میں اپنے شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن ھبۃ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابنِ عدی کی مسند امامِ اعظم کی اِسناد درج کی ہے۔ (٣)

٣۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی شافعی (متوفی ٩٤٢ھ) نے ''عقود الجمان'' میں امامِ اعظم کی مسانید کو بیان کرتے ہوئے ''المسند السادس'' (چھٹی مسند) امام ابنِ عدی کی تالیف کردہ بیان کی ہے۔ امام صالحی نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی کے طریق سے متصل اِسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔ (٤)

امام ابنِ عدی رجالِ حدیث پر گہری نگاہ رکھتے تھے جس کو ہم سطورِ ذیل میں بیان کریں گے۔ اتنے بلند پایہ حافظِ حدیث ہوکر انھوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند

(١) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ١٦: ١٥٤ ۔ ١٥٥

(٢) عيسي أيوبي، السهم المصيب: ١٠٥

(٣) خوارزمی، جامع المسانيد، ١: ٧٣

(٤) صالحی شامی، عقود الجمان: ٣٢٥

کو تالیف کیا۔ یہ کام انہوں نے اسی صورت کیا ہوگا جب وہ امام صاحب کو حدیث میں ثقہ صدوق اور مأمون مانتے ہو بصورتِ دیگر ممکن نہیں۔ لہٰذا امام ابنِ عدی کا جہاں مسند ابی حنیفہ کو تالیف کرنا ان کی علم دوستی پر گواہ ہے وہاں یہ کام امامِ اعظم کی حدیث میں ثقاہت و امامت پر بھی شاہد ہے۔

ایک علمی مغالطے کا جواب

یہاں یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ امام ابنِ عدی نے اپنی کتاب ’’الکامل‘‘ میں امامِ اعظمؒ اور آپ کے تلامذہ کو بے حد طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے لیکن بعد ازاں جب انہوں نے امام ابوجعفر طحاوی سے نسبتِ تلمذ قائم کی تو وہ امامِ اعظم کے مقامِ حدیث سے روشناس ہو گئے لہٰذا انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کر دیا۔(۱)

امام ابنِ عدیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

امام عبد اللہ بن عدی اپنے دور میں اجل حافظِ حدیث اور علم الجرح و التعدیل میں بلند ترین رتبے پر متمکن تھے۔ ان کے اسی مقام کو ائمہ کی زبانی سنیے:

۱۔ امام ابنِ عدی کے شاگرد حمزہؒ بن یوسف سہمی جرجانی (متوفی ۴۲۷ھ) بیان کرتے ہیں:

كان أبو أحمد بن عدي حافظًا، متقناً، لم يكن في زمانه مثله.(۲)

---

(۱) زاهد الكوثری، تأنيب الخطيب: ۱۶۹

(۲) ۱۔ حمزه بن يوسف جرجانی، تاريخ جرجان: ۲۶۷

۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۳۱:۷

''ابنِ عدی حافظِ حدیث اور پختہ محدّث تھے، ان کے زمانہ میں کوئی بھی ان جیسا نہ تھا۔''

۲۔ امام حمزہ سہمیؒ ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن دارقطنیؒ سے کہا کہ ضعیف محدّثین کے اَحوال پر کوئی کتاب تصنیف ہونی چاہیے؟ انہوں نے مجھ سے کہا:

أليس عندک کتاب ابن عدي؟ فقلت: نعم، قال: فيه کفاية لا يزاد عليه. (۱)

''کیا تمہارے پاس ابنِ عدی کی کتاب (الکامل) نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر کافی ہے اس پر اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔''

۳۔ امام ابو یعلی خلیلؒ بن عبد اللہ خلیلی (متوفی ۴۴۶ھ) امام ابنِ عدیؒ کے مقامِ علم الحدیث پر یوں رقمطراز ہیں:

أبو أحمد عبد الله بن عدي لحافظ الجرجاني عديم النظير حفظًا وجلالةً، سألت عبد الله بن محمد القاضي الحافظ، فقلت: کان ابن عدي أحفظ أم ابن قانع؟ فقال: ويحک، زر قميص ابن

......۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۸۱

(۱) ۱۔ جرجانی، تاریخ جرجان: ۲۶۷

۲۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۳۱:۷

۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

عدي أحفظ من عبد الباقي.(۱)

''حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی حفظِ حدیث اور جلالتِ علمی کے باعث بے مثل تھے، میں نے حافظ قاضی عبد اللہ بن احمد سے سوال کیا کہ ابنِ عدی بڑے حافظِ حدیث تھے یا ابنِ قانع؟ انہوں نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، ابنِ عدی کی قمیص کا بٹن بھی عبد الباقی بن قانع (جیسے کبیر محدّث) سے حفظ میں بڑھ کر ہے۔''

۴۔ امام ابو یعلی خلیلیؒ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حافظ احمدؒ بن ابو مسلم فارسی کو فرماتے ہوئے سنا:

لم أر مثل أبي أحمد بن عدي الجرجاني، فكيف فوقه في الحفظ، وكان قد لقي الطبراني وأبا أحمد الكرابيسي والحفاظ، وقال لي: كان حفظ هؤلاء تكلفاً وكان أبو أحمد بن عدي حفظه طبعًا.(۲)

''میں نے ابو احمد بن عدی جرجانی جیسا کوئی نہیں دیکھا، پھر حفظ میں ان سے کوئی کیسے بڑھ سکتا ہے۔ (راوی مزید کہتے ہیں:) یہی احمد بن ابو مسلم نے طبرانی، ابو احمد الکرابیسی اور دیگر حفاظ سے بھی ملاقات کی ہوئی تھی، انہوں نے مجھ سے کہا: ان تمام حضرات کا حافظہ تکلف پر مبنی تھا جبکہ ابو احمد بن عدی کا

(۱) ۱۔ أبو يعلى خليلى، الإرشاد في معرفة علوم الحديث، ۲: ۷۹۴
۲۔ ذهبى، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵
۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۱
۴۔ سيوطى، طبقات الحفاظ: ۳۸۱

(۲) ۱۔ أبو يعلى خليلى، الإرشاد، ۲: ۷۹۴۔ ۷۹۵
۲۔ ذهبى، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵
۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۱

www.MinhajBooks.com

حافظہ (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) قدرتی تھا۔‘‘

۵۔ امام ابو الولید سلیمانؒ بن خلف الباجی (متوفی ۴۷۴ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابن عدي حافظ لا بأس به.[1]

’’ابنِ عدی کے حافظِ حدیث میں کوئی شک وشبہ نہیں۔‘‘

❁ امام ابنِ عدی کے تلمیذِ رشید حمزہ بن یوسف سَہمی کے مطابق آپ کا وصال ۳۶۵ھ میں ہوا۔ امام ابو بکر اسماعیلی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔[2]

۱۲۔ مسند امام محمدؒ بن مظفر (متوفی ۳۷۹ھ)

امام ابو الحسین محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بغداد سے تعلق رکھنے والے ممتاز حافظِ حدیث ہیں۔ ان کے بقول وہ ۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۰ھ میں انہوں نے سب سے پہلی حدیث کا سماع کیا۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ حضرت سلمہ بن اَکوع رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

امام ابن المظفر نے درج ذیل ائمہِ حدیث سے روایت کیا:

۱۔ حامد بن شعیب بلخی
۲۔ ابو بکر بن باغندی
۳۔ ابو قاسم بغوی
۴۔ ہیثم بن خلف دوری
۵۔ قاسم بن زکریا المطرز
۶۔ احمد بن حسن الصوفی
۷۔ محمد بن جریر طبری
۸۔ عبد اللہ بن صالح بخاری

---

(۱) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

(۲) ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۴۲